بسم اللہ الرحمٰن الرحیم







داتا کون کون؟

مرتبہ

منیر احمد یوسفی ایم۔اے

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتہ

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجرپورہ سکیم لاہور موبائل: 0300-4274936



اسم ذات کے قطعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ کے برادر حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے خصوصی طور پر قطب علی پیر طریقت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سپد ھار استہ" لاہور نے برادران طریقت و احباب کیلئے شائع کیا۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

یا اللہ

الرحمٰن	الرحیم	الملک	القدوس	السلام	المؤمن	المہیمن
العزیز	الجبار	المتکبر	الخالق	البارئ	المصور	الغفار
القہار	الوہاب	الرزاق	الفتاح	العلیم	القابض	الباسط
الخافض	الرافع	المعز	المذل	السمیع	البصیر	الحکم
العدل	اللطیف	الخبیر	الحلیم	العظیم	الغفور	الشکور
[illegible]	العلی	الکبیر	الحفیظ	المقیت	الحسیب	الجلیل
الکریم	الرقیب	المجیب	الواسع	الحکیم	الودود	المجید
الباعث	الشہید	الحق	الوکیل	القوی	المتین	الولی
الحمید	المحصی	المبدئ	المعید	المحیی	الممیت	الحی
القیوم	الواجد	الماجد	الواحد	الاحد	الصمد	القادر
المقتدر	المقدم	المؤخر	الاول	الآخر	الظاہر	المتعال
الباطن	البر	الوالی	التواب	المنتقم	مالک الملک	المقسط
المغنی	النافع	البدیع	الرشید	العفو	ذوالجلال والاکرام	
الجامع	المانع	النور	الباقی	الصبور	الرءوف	الغنی
الضار	الہادی	الوارث				

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

داتا کون کون؟

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک بی II، گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور 042-36823128

نام کتاب : ''داتا کون کون؟''

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور۔

کمپوزر و ڈیزائنر : محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، سیف اللہ یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 36846677

پروف ریڈنگ : صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، علامہ محمد رضوان انور یوسفی

رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی)

سن اشاعت : فروری ٢٠١٠ء بمطابق صفر المظفر ١٤٣١ھ

پرنٹنگ : عطائے نگینہ پرنٹرز (رائل پارک) لاہور

پہلی مرتبہ : ١١٠٠

ہدیہ : ٨٠ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفیٰ، فنا فی الرسول،

پروانۂ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیف کو اُن اہلِ ایمان کے نام منسوب کرتا ہے جو اپنی زندگیاں، اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ، اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق بسر کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کو مانتے ہیں نیز نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے فیضانِ کرم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے روحانی تصرف کے قائل ہیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ ناشرین

بندۂ ناچیز خلیل احمد یوسفی و برادرِ اکبر صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس) اور برادرِ اصغر محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمری کے والد محترم پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عالم باعمل صوفی باصفا حضرت علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدظلہ العالی کی یہ تصنیف ''داتا کون کون؟'' آج کے اس دور میں جب کہ بعض لوگ ہر کسی کو اسلام سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں، شرک اور کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور بعض نے سنی سنائی باتوں اور گمراہ لوگوں کے پیچھے چل کر صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دینِ اسلام سے خارج کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، ایسے حالات میں یہ تالیفِ لطیف صحیح معنوں میں قرآن مجید و احادیثِ مبارکہ کی ترجمانی کرتی ہے۔ صحیح العقیدہ لوگوں کے لئے یہ کتاب تقویتِ ایمانی کا ذریعہ ہے جبکہ صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے اس کے مطالعہ سے بھٹکے ہوئے لوگ اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔

والد محترم حضرت قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدظلہ العالی کی اس کے علاوہ دیگر تصنیفات بھی معاشرے کو سنوارنے اور لوگوں کے دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمارے والد محترم قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کو عمرِ خضری عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی طرح عالم باعمل ہونے اور دینِ اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سیّد المرسلین ﷺ۔

دُعاؤں کے طالب

حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمری

پیشِ لفظ

قرآنِ مجید اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام ہے جس میں کسی قسم کا تضاد اور ٹکراؤ نہیں۔ اگر تضاد سنا جائے تو یہ بیان کرنے والوں، پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں کا اپنا ذہنی تضاد ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے: ''اگر قرآنِ مجید غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا''۔

قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ کا ایک تو سیاق و سباق سے مطالعہ کرنا چاہیے دوسرے ایک آیتِ مبارک کی تشریح دوسری آیتِ مبارک سے تلاش کرنی چاہیے۔ جب آیاتِ مبارکہ کے ربط کو توڑیں گے یا اعراض کریں گے تو مسائل میں اُلجھاؤ پیدا ہو جائے گا۔ سلجھاؤ کے لئے ربطِ آیاتِ مبارکہ امرِ لازم ہے۔ مثلاً اللہ تبارک و تعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے: وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ''اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) ولی مددگار دوست کافی ہے'' جبکہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝ ''تمہارے دوست ہیں اللہ (تبارک و تعالیٰ)، اُس کے رسول (ﷺ) اور ایمان والے (جو) کہ نمازیں قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے حضور جھکے ہوئے ہیں''۔

اب کوئی شخص وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا والی آیتِ مبارک کو پڑھ کر یہ کہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کوئی ''ولی'' نہیں اللہ ہی ولی کافی ہے تو ایسے شخص کی سوچ پر سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا شخص اپنے اس ناقص خیال اور سوچ سے کتنے لوگوں کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت ''داتا کون؟'' کے مصنف کی ہے۔ جس نے جو دل میں آیا لکھ دیا اور یہ خیال نہیں کیا کہ میں قرآنِ مجید کی صحیح تشریح کر رہا ہوں یا قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تشریح اللہ تبارک و تعالیٰ

جل مجدہ الکریم کے مقصد و مدعا کے خلاف کر رہا ہوں۔

داتا کون؟ کے مصنف نے اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے، سب کچھ من گھڑت اور ذاتی ناقص نظریات کا مجموعہ ہے۔

کتاب میں جن بزرگوں کے اقوال و افعال لکھے ہیں وہ بھی توڑ مروڑ کر لکھے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ تمام بزرگ صحیح العقیدہ، صاحب ایمان، اہلسنت و جماعت ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' جلد اول کے ''باب توحید'' سے عقیدہ توحید کے بارے میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ بالکل درست ہے کہ دُعا عبادت بھی ہے اور عبادت کا مغز بھی۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے پیغمبروں علیہم السلام اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی شفاعت کا انکار نہیں کیا۔ داتا کون؟ کے مصنف نے 'یعنی' 'چونکہ' کے الفاظ لگا کر مفہوم اور مطلب کر یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نہ تو نبی کریم ﷺ کو پکارنے کے منکر تھے اور نہ ہی اولیاء اللہ کے تصرف اور شفاعت کے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ ''انتباہ فی سلاسل اولیاء'' کے صفحہ نمبر ۱۴۲ پر ایک مشہور و معروف ورد ''اورادِ فتحیہ شریف'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ ایک ہزار چار سو اولیاء کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوتی ہے، جو حضوری کے ساتھ اپنے پر لازم کرلے اُس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا''۔

اورادِ فتحیہ شریف میں سترہ صیغوں اور حرف ندا ''یا'' کے ساتھ الصلوٰۃ والسلام پیش کیا گیا ہے۔ جیسے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

داتا کون؟ کے مصنف نے دیگر بزرگوں کے جو اقوال لکھے ہیں، اُن کا مقصد و مدعا بھی واضح ہے کہ ذاتی طور پر اور مستقل بالذات کسی کو اختیار نہیں اور یہ بالکل سچ اور برحق ہے۔ جس کو جو خوبی، شان اور طاقت ملی ہے وہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کردہ ہے اور عطا کا نہ ماننا قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور یہی انکار داتا کون؟ کے مصنف کا عقیدہ ہے۔

بندۂ ناچیز نے اپنی اس تالیف ''داتا کون کون؟'' میں ''داتا کون؟'' کے مصنف کی من گھڑت تفسیر اور نفرتوں کا جواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے دیا ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں دُعا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور لوگوں کو گمراہ کرنے والے افراد اور بے راہ رو منکرین اور مفسرین سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

داتا کے معنی

داتا ہندی کا لفظ ہے اور مذکر ہے' اُردو میں بھی بولا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں (۱) دینے والا' سخی' فیاض (۲) رازق' خدا (۳) درویش' فقیر' سائیں۔

قرآن مجید میں لفظ ''داتا'' نہیں آیا۔ اُردو اور ہندی زبان میں بولا جاتا ہے۔ ہر سخی اور دینے والا کو داتا کہہ سکتے ہیں لیکن یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا ہر دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیے ہوئے میں سے دیتا ہے۔ جبکہ ربّ العالمین اپنے ذاتی خزانوں سے دیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ذاتی دینے والا ہے اور مخلوق عطائی دینے والی ہے' رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي ''میں تقسیم کرنے والا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے عطا فرمانے والا ہے۔'' لہٰذا لفظ ''داتا'' (دینے والا) خالق اور مخلوق کے لئے استعمال کرنا شرک نہیں۔

مخلوق کو داتا کہنے سے شرک نہیں ہوتا۔ جب کہ لغت میں اس کے مختلف معنی ہیں' تو موقع محل کے لحاظ سے دیکھا جائے گا۔ اَلفاظ اور اَسماء سے شرک نہیں ہوتا۔ ورنہ قرآنِ مجید میں اَلفاظ اور اَسماء کا اطلاق مشترک نہ ہوتا

اللہ تبارک وتعالیٰ	رسول کریم ﷺ
رؤف	رؤف
رحیم	رحیم
کریم	کریم

علاوہ ازیں اور بھی ہیں

ایک ضرب المثل ہے۔ ''داتا داتا مر گئے اور رہ گئے مکھی چوس'' یعنی سخی مر گئے اور کنجوس رہ گئے۔ ایک اور ضرب المثل ہے۔ ''داتا کی ناؤ پہاڑ چڑھے'' یعنی سخی کبھی ناکام نہیں رہتا' سخی کی مشکلات آسان ہوتی ہیں۔

داتا کون؟

غیر مقلدین کے ایک نام نہاد ''مفکرِ اسلام'' اور ''مفتی'' عبدالرحمان صاحب نے ''داتا کون؟'' کے عنوان سے ۴۸ صفحات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے' جس میں اہلِ ایمان کو مشرک اور کافر ثابت کرنے کی نامناسب اور غیر اسلامی قابلِ مذمت حرکت کی ہے۔ ایسے مفکر اور مفتی وہ لوگ ہیں جو اپنے مذموم عزائم کی تسکین کے لئے کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتے رہتے ہیں اور اپنی دال روٹی کا چکر چلاتے رہتے ہیں۔

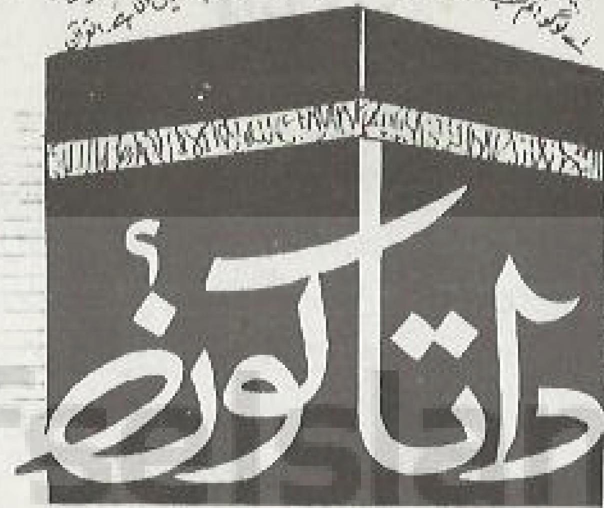
زیرِ بحث کتاب کے مؤلف کا اندازِ تحریر اس کے ذہنی انتشار اور قرآن مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے بے خبری کا پتا دیتا ہے۔

اسلام اَمن وسلامتی' شائستگی اور شرافت کا درس دیتا ہے۔ مگر کتاب کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ مؤلف کا شائستگی' شرافت اور اَمن وسلامتی سے کوئی تعلق نہیں۔

قبل ازیں کہ اس فرقہ وارانہ کتاب کی حقیقت بیان کی جائے' قارئین کرام کو اس بارے میں مطلع کرنا مناسب ہے کہ مؤلفِ کتاب پہلے دیوبندی تھے پھر مسئلہ تراویح کی بنیاد پر ''وہابی تقلیدی'' ہو گئے۔ ایسے لگتا ہے اگر کسی شیعہ رافضی نے ''متعہ'' کے مسئلہ میں قائل کر لیا تو ''حجة الله'' ہو جائیں گے اور اگر کسی مرزائی نے قائل کر لیا تو ''خلیفہ غلام قادیاں'' ہو جائیں گے۔

قارئینِ کرام زیرِ بحث کتاب میں آیاتِ قرآنیہ' اَحادیثِ مبارکہ اور اقوال بزرگانِ دین کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے قارئین کرام زیرِ بحث کتاب کے ٹائٹل کا فوٹو ملاحظہ فرمائیں:



از قلم
مفکرِ اسلام حضرت العلام مفتی عبد الرحمن صاحب (فاضل دیوبند)

ٹائٹل پر چھپی ہوئی قرآنِ مقدس کی آیتِ مبارکہ میں ’’غنی‘‘ کا ترجمہ ’’داتا‘‘ کیا گیا ہے اور اس ترجمہ کی بنیاد پر ہی یہ رسالہ لکھا گیا ہے اور صفحہ نمبر ۲ سطر نمبر ۱۲ پر لکھا ہے کہ ’’داتا صرف خدا ہے۔ غیر اللہ داتا نہیں ہو سکتا ہے‘‘۔

مؤلف نے ’’غنی‘‘ کا ترجمہ ’’داتا‘‘ کیا ہے۔ اگر غنی کا ترجمہ ’’داتا‘‘ ہی ہے تو پھر وہ تمام آیاتِ مبارکہ جن میں لفظ ’’غنی‘‘ آتا ہے وہاں غنی کا ترجمہ ’’داتا‘‘ ہی کرنا چاہئے۔ دیگر آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جہاں جہاں لفظ ’’غنی‘‘ آتا ہے۔

آیاتِ مبارکہ یہ ہیں

البقرۃ:۲۶۷۔۲۶۳،	آل عمران:۹۷،	الانعام:۱۳۳،
یونس:۶۷،	ابراہیم:۸۱،	النمل:۴۰،
العنکبوت:۶،	لقمان:۱۲، ۲۶،	الزمر:۷،
محمد:۳۸،	الحدید:۲۴،	الممتحنۃ:۶، اور التغابن:۶۔

محولہ بالا تمام مقامات میں ربِ حقیقی نے اپنے آپ کو غنی اور حمید فرمایا ہے۔ بمطابق مؤلف ’’داتا‘‘ فرمایا ہے۔

قرآنِ مجید میں ایسی آیاتِ مبارکہ بھی ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اپنے بندوں کو غنی یعنی ’’داتا‘‘ فرمایا ہے۔ لہٰذا جن آیاتِ مبارکہ میں ربِ ذوالجلال والاکرام نے اپنے بندوں کو ’’غنی‘‘ فرمایا ہے۔ وہاں بھی غنی کا ترجمہ ’’داتا‘‘ کرنا چاہئے جب ایک جگہ غنی کا مطلب ’’داتا‘‘ ہے تو دوسری جگہ بھی یہی ترجمہ ہونا چاہئے۔

اب وہ آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے بندوں کو غنی (یعنی مؤلفِ کتاب کے ترجمہ کے مطابق) ’’داتا‘‘ فرمایا ہے۔

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے یتیم اور بے آسرا بچوں کی کفالت کرنے والوں کو ارشاد فرمایا ہے: ’’کہ یتیموں کو آزماتے رہو۔ یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم اُن کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو اُن کے مال اُن کے سپرد کر دو‘‘۔ (اور اے کفالت کرنے والو)

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ..... (النسآء:۶)

’’اور جو کوئی غنی (یعنی داتا) ہو وہ (یتیم کے مال سے) بچتا رہے‘‘۔

(۲) انصاف کو قائم رکھنے کے لئے مالک الملک نے ایمان والوں کو حکم فرمایا ہے: ’’اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل

مجدہ الکریم) کے لئے گواہی دیتے ہوئے۔ چاہے اِس میں تمہارا اپنا یا تمہارے ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا نقصان ہو"۔ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا قف ... (النسآء: ۱۳۵) "جس پر گواہی دو وہ غنی (یعنی داتا) ہو یا فقیر ہو بہر حال اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کو اِس کا سب سے زیادہ اختیار ہے"۔ (یعنی دینی قومی معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں)۔

(۳) مکہ مکرمہ کے رہنے والے ایمان والوں کو فرمایا:

"کہ مشرک زرے ناپاک ہیں تو اِس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں"۔ (اور اے ایمان والو! تم یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم مسلمانوں کی جماعت میں اِتنی برکت عطا فرمائے گا کہ مسلمان حاجیوں اور اہلِ مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے)۔

چنانچہ فرمایا: وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ط .... (التوبہ: ۲۸) "اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ (غنی وحمید حقیقی) تمہیں اپنے فضل سے غنی (یعنی داتا) کردے گا، اگر چاہے"۔

(۴) حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے فرمایا: "اور بے شک قریب ہے کہ آپ (ﷺ) کا رب آپ ﷺ کو اِتنا دے گا کہ آپ (ﷺ) راضی ہو جائیں گے۔ کیا اُس نے آپ (ﷺ) کو یتیم نہ پایا پھر جگہ دی؟ اور آپ (ﷺ) کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰیo ط۔ (الضحیٰ: ۸)

"اور آپ (ﷺ) کو حاجت مند پایا۔ پھر غنی (یعنی داتا) کردیا"۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غنی حقیقی (داتائے حقیقی) نے مجازی غنی یعنی (مجازی داتا) بنادیا۔ پھر .... اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج .... (التوبہ: ۷۴)

"اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور رسول (کریم رؤف ورحیم

ﷺ) نے اپنے فضل سے اُنھیں غنی (یعنی داتا) کردیا"۔

(۵) نکاح کے بارے میں حکم فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"اور نکاح کردو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں (غلاموں) اور کنیزوں کا" تو اگر

اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌo (النور: ۳۲) "اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اُنھیں اپنے فضل کے سبب غنی (یعنی داتا) فرمادے گا اور اللہ (جل جلالہ) وسعت والا علم والا ہے"۔

آگے فرمایا: وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط .... (النور: ۳۳) "اور وہ جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتے اُن کو چاہئے کہ وہ بچے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اُنھیں اپنے فضل سے غنی (یعنی داتا) کردے"۔

(۶) مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں ربِّ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا:

"اللہ (جل جلالہ) نے اپنے رسول (ﷺ) کو شہر والوں سے، جو غنیمت دلائی وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور رسول کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے"۔ تاکہ

.... كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ط .... (الحشر: ۷)

"(یعنی (یہ) کہ تمہارے اغنیاء (یعنی داتاؤں) کا مال نہ ہو جائے"۔

اِن تمام قرآنی آیاتِ مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر نبی بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عطا سے "داتا" ہیں اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تو بعطائے الٰہی ہیں ہی "داتا"۔ لیکن یہ فرق تو اہلِ سنت وجماعت بیان کرتے ہیں کہ حقیقی داتا صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے جب کہ اللہ ربّ العزت کے سوا اُس کے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور پیارے نبی کریم

رؤف ورحیم ﷺ کے غلامُ اللہ جل مجدہٗ الکریم کی عطا سے غنی (یعنی مجازی داتا) ہیں۔ جس سے اِنکار کی گنجائش نہیں۔

جن لوگوں نے قرآنِ مجید کی صرف ایک آیتِ مبارکہ پڑھ کر فتوے لگانے کا محکمہ سنبھال رکھا ہے۔ اُنہوں نے ہی قوم میں اِنتشار پیدا کیا ہے اور قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ہیں۔ یاد رہے قرآنِ مجید میں کسی قسم کا تضاد اور ٹکراؤ نہیں ہے۔

اِرشادِ خداوندی ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (النسآء:۸۲) ''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن (پاک) میں اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اِختلاف پاتے''۔

چونکہ یہ کلامِ الٰہی ہے اس لئے اِس میں کوئی اختلاف نہیں اگر کوئی اِختلاف بیان کیا جاتا ہے تو یہ سب فرقہ پرست لوگوں کی چیرہ دستیاں ہیں۔

جن آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اپنے آپ کو ''غنی'' فرمایا ہے۔ وہاں ''حقیقی غنی'' یعنی ''حقیقی داتا'' مراد ہے اور جہاں مخلوق کو غنی فرمایا گیا ہے۔ وہاں ''مجازی غنی'' یعنی ''مجازی داتا'' مراد ہے۔ وہ بھی قرآنِ پاک کی آیاتِ مبارکہ ہیں یہ بھی قرآنِ پاک کی آیاتِ مبارکہ ہیں، حقیقت ومجاز کا فرق کر لینا چاہیے۔ اَنبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم میں سے کوئی بھی ربِّ کائنات کا شریک نہیں ہے۔ خواہ مخواہ اِن بزرگ ہستیوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا شریک بنا دینے والے اپنی آگ میں خود ہی جلیں گے۔ کوئی مسلمان کسی نبی علیہ السلام اور ولی رحمہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو خدائے وحدہٗ لاشریک کا شریک نہیں سمجھتا ہے۔

اب ایسی احادیثِ مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جن میں مخلوقِ خدا کو ''غنی'' یعنی ''داتا'' فرمایا گیا ہے اور فرمایا بھی اُس ذاتِ عظیمہ ﷺ نے ہے جو سب سے زیادہ

قرآن مجید اور ذات وصفاتِ الٰہیہ کے جاننے والے ہیں۔ مخلوق میں اُن سے بڑھ کر علم وعقل والا کون ہوسکتا ہے؟

خصوصی طور پر مدعی توجہ کرے

اَحادیثِ مبارکہ

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت معاذ ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: یمن والوں سے (پہلے) کہنا کہ اِس بات کی گواہی دیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے رسول (ﷺ) ہیں پھر اگر وہ اِس بات کو مان لیں تو اُن سے یہ کہنا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے ہر دن رات میں اُن پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ پھر اگر وہ اِس بات کو بھی مان لیں تو اُن کو سکھانا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے اُن پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہے۔

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِہِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِہِمْ [1] ''جو اُن کے اغنیاء (داتاؤں) سے لی جائے گی اور اُنہیں کے فقیروں میں تقسیم کی جائے''۔

(۲) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عمر ؓ کو صدقہ پر عامل بنا کر بھیجا۔ اُنہوں نے واپس آکر عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ابن جمیل، حضرت خالد بن ولید ؓ اور حضرت عباس ؓ نے (صدقہ) نہیں دیا۔ تب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد

---

[1] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷، مسلم جلد ۱ ص ۳۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۱۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۹۶، جلد ۶ ص ۹۳، جلد ۷ ص ۷، دار قطنی جلد ۲ ص ۱۳۶، نصب الرایہ جلد ۳ ص ۳۹۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۰، ترمذی جلد ۱ ص ۱۳۶، نسائی جلد ۱ ص ۳۲۸، ۳۳۰، ابن ماجہ ص ۱۲۸۔۱۲۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۱۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۵، فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۳، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳۔

فرمایا:مَا یَنْقِمُ اِبْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ [۲]

''ابن جمیل تو صرف اس لئے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا۔ اللہ (جل شانہٗ) اوراُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے اُسے غنی (یعنی داتا) کر دیا''۔

ف: معلوم ہوا اللہ جل شانہٗ جو حقیقی داتا ہے اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جو اُس کی صفت ''داتا'' کا مظہر ہیں۔ دونوں اپنے فضل سے لوگوں کو ''داتا'' بناتے ہیں۔ (جیسے پیچھے صفحہ نمبر ۱۶ پر آپ قرآنِ پاک کی آیت مبارک بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں)

''داتا'' کے لئے صدقہ حلال نہیں:

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِیٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ اِلَّا لِذِیْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ [۳] ''یہ کہ صدقہ نہ تو غنی (یعنی داتا) کو حلال ہے اور نہ درست اعضاء والے کو مگر زمین سے ملے ہوئے فقیر یا رسوائی والے مقروض کو''۔

(۴) حضرت عطاء بن یسار اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

---

[۲] (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) مسند احمد جلد ۲ ص ۱۹۲،۳۸۹، جلد ۵ ص ۳۷۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۰۷، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۱ ص ۳۲۰، ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۱۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) ابن ماجہ ص ۱۳۳، طبرانی جلد ۴ ص ۱۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۴۰۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۹۲۔۹۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۰۷، در منثور جلد ۳ ص ۲۵۳، سنن دار قطنی جلد ۲ ص ۱۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۱۴ (حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ) ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۷۳، مشکوٰۃ ص ۱۶۳۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۹۸، فتح الباری جلد ۳ ص ۳۴۲، عمدۃ القاری جلد ۵ جز ۹ ص ۴۶، مشکوٰۃ ص ۱۵۶، نسائی جلد ۱ ص ۳۳۱، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۱، جلد ۶ ص ۱۲۴، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۳۔ [۳] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۵۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۰، ترمذی حدیث نمبر ۶۵۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۷۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۹۴، نسائی حدیث نمبر ۲۵۹۷، کنز العمال جلد ۶ ص ۴۲۵ حدیث نمبر ۱۷۱۳۵۔

فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ لِعَامِلٍ عَلَیْهَا اَوْ لِغَارِمٍ اَوْ لِرَجُلٍ اِشْتَرَاهَا بِمَالِهٖ اَوْ لِرَجُلٍ کَانَ لَهٗ جَارٌ مِسْکِیْنٌ فَتَصَدَّقَ عَلَی الْمِسْکِیْنِ فَاَهْدَی الْمِسْکِیْنُ لِلْغَنِیِّ [۴] ''یہ کہ صدقہ پانچ کے سواء کسی غنی (داتا) کو حلال نہیں مگر (۱) اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ (۲) صدقہ پر عامل۔ (۳) مقروض۔ (۴) یا اُسے جو اپنے مال سے صدقہ خرید ے یا (۵) اُسے جس کا کوئی پڑوسی مسکین تھا تو مسکین پر صدقہ کیا گیا پھر مسکین نے اُسے غنی (داتا) کو ہدیہ دیا''۔

قرآنِ پاک کی آیاتِ مبارکہ اور چند احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ ﷻ کی عطا سے اللہ ﷻ کے بندے بھی ''داتا'' ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں کہ جنہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات سے لے کر آج تک غنی (یعنی داتا) کہا جاتا ہے۔

عجب حیرت کی بات ہے کہ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ کو ''داتا گنج بخش'' کہنے سے کتنی پریشانی ہوتی ہے جبکہ اُن کے در سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔ غریبوں اور ناداروں کا لنگر چل رہا ہے۔ کھانا کھانے والوں کی دن رات لائنیں لگی رہتی ہیں۔ کروڑوں روپے اُن کے دربار شریف سے حاصل ہوتے ہیں۔ لوگوں کی جوتیوں کی حفاظت کرنے والے لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔ کاروں اور سائیکل سٹینڈ والے جھولیاں بھر رہے ہیں۔ فرقہ پرست لوگ داتا صاحب اور بزرگوں کے خلاف تقریریں کر کے تنخواہوں اور اپنے حواریوں کے نذرانوں سے جیبیں بھر رہے ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ جو لوگ بزرگوں اور داتا صاحب کے خلاف دل میں بغض رکھتے ہیں اُن کی اکثریت حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگوں کے

---

[۴] ابن ماجہ ص ۱۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۶۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۵، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۵۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۴ ص ۱۰۹ حدیث نمبر ۷۱۵۱، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۶۶ حدیث نمبر ۱۴۸۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۵۶، کنز العمال جلد ۶ ص ۴۵۴ حدیث نمبر ۱۶۵۰۳۔

مزارات سے ہونے والی آمدنی پر قائم شدہ محکمہ اوقاف کے سہارے پل رہے ہیں۔
ان سے تو جانور اچھے ہیں جو کہ جس کا کھاتے ہیں اُس سے وفاداری کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے تاکہ یہ لوگ راہِ راست پر آجائیں یا پھر نوکریاں چھوڑ کر رزق کا کوئی اور وسیلہ تلاش کریں۔

شاید آپ کو معلوم ہو کہ فتویٰ سازوں کو محکمہ اوقاف کی نوکری کے وسیلہ سے تنخواہیں مل رہی ہیں۔ اچھے سے اچھا کھانا اور ہر نعمت پہلے انہی کے گھروں میں پہنچتی ہے۔

یہ لوگ کہتے ہیں جب عُرس ہوتا ہے تو اُس دن دُودھ نہیں ملتا۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے حالانکہ اُسی دن تو دُودھ ملتا ہے اور پھر مفت ملتا ہے اور اِسی پر اِکتفا نہیں بلکہ خالص ترین دُودھ نصیب ہوتا ہے۔ لاکھوں لوگ اِس نورانی نعمتِ خداوندی سے اپنے ''سینوں'' کو منور کرتے ہیں۔

داتا صاحب کی اِنکساری:

؎ نہ گنج بخشم نہ رنج بخشم من گدائے خدایم	یعنی میں نہ خزانہ بخشنے والا ہوں اور نہ رنج بلکہ میں خدا کا محتاج ہوں۔

(کشف الاسرار)

مردم ترا گنج بخش گویند و تو چہ نداری۔ گنج بخش و رنج بخش خدا تعالیٰ است۔ (کشف المحجوب مطبوعہ فیروز سنز)	یعنی لوگ تجھے خزانہ بخشنے والا کہتے ہیں حالانکہ تو ایک رائی کا دانہ بھی نہیں رکھتا گنج بخش اور رنج بخش صرف خدا تعالیٰ ہے

مقامِ اَفسوس ہے کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ کی تواضع و انکساری کے غلط معنی نکالے گئے ہیں۔ کبھی ان حضرات نے غور کیا ہے کہ ان کے والد صاحب سے کسی نے کہا، آپ تو بہت نیک اور شریف آدمی ہیں تو اُنہوں نے جواباً کہا ہو۔ نہیں بھئی میں تو

بہت گنہگار، سیاہ کار ہوں۔ تو کیا ان حضرات نے اپنے والد صاحب کے متعلق کتاب لکھی ہے کہ ہمارے اباجی تو خود اقرار کرتے ہیں کہ وہ گنہگار اور سیاہ کار ہیں؟

اِن بیچاروں کو علم نہیں کہ بزرگوں کا عاجزی اور اِنکساری کرنا ہی تو اُن کی ولایت کا طرۂ امتیاز ہے۔ جب کہ فرقہ پرستوں میں عاجزی اور اِنکساری کہاں۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ''مولانا'' لکھتے ہیں۔ جیسا کہ زیرِ بحث کتاب کے ناشر نے اپنے آپ کو ''مولانا'' لکھا ہے۔ ''مولانا عبدالرشید اور کتاب لکھنے والے کو بھی ''مولانا'' لکھا ہے۔

مخلوق ''مولانا'':

قرآنِ پاک میں لفظ ''مولانا'' خصوصی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی ذات وحدہٗ لاشریک کے لئے آیا ہے۔

(۱) ....اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرۃ:۲۸۶)

''تو ''مولانا'' ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے''۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

(۲) قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (التوبۃ:۵۱)

''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں' ہمیں نہ پہنچے گا' مگر جو اللہ (جل مجدہٗ الکریم) نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ وہ ''مولانا'' ہے اور ایمان والوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) پر بھروسہ کرنا چاہیے''۔

جو لوگ اللہ ﷻ کے سوا (مخلوق میں) کسی کو ''داتا'' کہنا شرک کہتے ہیں اور مخلوق کے لئے لفظ ''داتا'' پر بہت اظہارِ ناراضگی کرتے ہیں۔ تو انہیں لفظ ''مولانا'' پر ناراضگی کیوں نہیں ہوتی؟ جب کہ لفظ ''مولانا'' تو صاف صاف اللہ ﷻ کے لئے آتا ہے۔ رہی لفظ ''داتا'' کی بات تو یہ تو ایک مرتبہ بھی قرآن مجید میں نہیں آیا۔

اہلسنّت و جماعت قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی مخلوق کو بعطائے الٰہی ''داتا'' بھی مانتے ہیں اور ''مولانا'' کہنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ عوام اور علمائے اہلسنّت و جماعت جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود شریف بھیجتے ہیں تو ''سیدنا ومولانا محمد (ﷺ)'' کہتے ہیں۔

اہلِ ایمان اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو مولائے حقیقی اور داتائے حقیقی مانتے ہیں جبکہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو مولائے مجازی اور داتائے مجازی مانتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی عطا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فیضانِ کرم سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو مجازی مولا اور مجازی داتا مانتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی ؓ:

سلمہ بن کہیل نے ابوطفیل سے سنا وہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابوسریحہ یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے کہا، (یہ ناموں کا شبہ حضرت شعبہ کو ہے جو اس حدیث شریف کے راویوں میں سے ہیں کہ) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ عظیم ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۵ ''جس کا میں مولا (دوست) ہوں اُس کے (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) مولا (دوست) ہیں''۔

ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ:

حضرت براء بن عازب ؓ اور حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ غدیرِ خم (خم کے تالاب) پر اُترے (غدیر بمعنی تالاب، خم ایک جگہ ہے، جحفہ منزل سے تین میل دور۔) یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا۔ بعض لوگ سمجھے یہ واقعہ حج کو جاتے وقت ہوا جبکہ اُس وقت (امیر

۵ ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۱۸۔۸۴، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۱۰، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷، مشکوٰۃ ص ۵۶۴۔

المؤمنین حضرت سیّدنا حضرت) علی (ؓ) یمن میں تھے، وہاں موجود نہ تھے۔ اس وہم سے اُنہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔ یہ واقعہ واپسی پر ہوا، اُس وقت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی ؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (ؓ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) پھر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ ۶ ''الٰہی جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں، الٰہی جو اس سے محبت کرے تو اُس سے محبت فرما اور جو اس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن رہ''۔

پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی ؓ سے اس اِرشاد کے بعد امیر المؤمنین مرادِ مصطفیٰ خلیفۂ ثانی حضرت سیّدنا عمر فاروق ؓ ملے، کہنے لگے، اے ابو طالب کے بیٹے (حضرت علی ؓ) آپ کو مبارک ہو، آپ نے اس طرح صبح سویرا پایا کہ آپ ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولیٰ ہو''۔

فرقہ پرست جب نفع نہ مانیں تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا نفع نہ مانیں اور جب مانیں تو اپنی کتاب کو نفع دینے والا ''نافع رسالہ'' لکھیں، نہ باذنِ اللہ کہیں نہ ہی بامر اللہ کہیں۔ اس کی مثال زیرِ بحث کتاب سے ملاحظہ فرمائیں۔

اپنی جھوٹی اور ناقص عقل کے ذریعے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی کتاب ''داتا کون؟'' کے مصنف نے ص نمبر ۲ سطر نمبر ۱۳ پر لکھا ہے۔

''اس ''نافع رسالہ'' کو ذرا غور اور توجہ سے پڑھیں''۔ سبحان اللہ! کیسا خوبصورت تضاد ہے، ایک طرف یہ لکھا ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا'' دوسری طرف اپنے رسالے کو ''نافع رسالہ'' کہا ہے گویا کہ اُن کا رسالہ بھی ''نافع'' (نفع پہنچانے والا) ہے۔ اس کتاب میں صفحہ نمبر ۱۵ پر ایک عنوان باندھا گیا ہے۔

۶ مشکوٰۃ ص ۵۶۵، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۷۰، ابن ماجہ ص ۱۲، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۱۶، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۷۔۱۰۶، البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۱۲۔۲۱۱۔

کیا اللہ کافی نہیں؟ کہ بزرگوں کو داتا بنایا جائے:

"مفتی صاحب" نے سورۃ الزمر شریف کی آیت نمبر ۳۶ میں سے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی "کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں" لکھ کر آگے تشریح کی ہے۔ "اس ارشاد میں مشرکین کو یہ سمجھایا کہ کسی غیر اللہ کو حاجت روا بنانے کی ضرورت اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کسی انسان کی حاجت کو پوری کرنے میں کافی نہ ہو اور اس کی امداد کے لئے کسی بزرگ یا پیغمبر کو داتا بنایا جائے"۔ (من وعن)

کتاب کے اس صفحہ کی تصویر جس پر محولہ بالا عبارت اور من گھڑت تفسیر لکھی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

کیا اللہ کافی نہیں؟ کہ بزرگوں کو داتا بنایا جائے!

کسی بزرگ یا پیغمبر کو داتا بنانے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی حاجتیں پوری کرنے میں کافی نہیں اور وہ یہ کام تنہا انجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے اُس کے ساتھ کسی نبی یا بزرگ کو بھی داتا و حاجت روا ہونا چاہیے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے اسی خیال کی تردید ان الفاظ میں فرمائی:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (سورۃ الزمر آیت ۳۶)	یعنی کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

اس ارشاد میں مشرکین کو یہ سمجھایا کہ کسی غیر اللہ کو حاجت روا بنانے کی ضرورت اُسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کی حاجت پوری کرنے میں کافی نہ ہو اور اُس کی امداد کے لئے کسی بزرگ یا پیغمبر کو داتا بنایا جائے

مشرکین اس کے جواب میں یہ کہتے تھے۔

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (سورۃ یونس آیت ۱۸)	یعنی یہ بزرگ یا پیغمبر ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔

اِن کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تو کافی ہے اپنے کاموں میں مگر ہم گناہ گار ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہماری نہیں سنتا، تو ہم ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بطور سفارشی پیش کرتے ہیں، تاکہ یہ ہماری سفارش کریں اور اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول کرے۔

یہودی بھی چونکہ شرک کرتے تھے اس لئے وہ کہتے تھے کہ

یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ (سورۃ المائدہ ۶۴)	یعنی اللہ کا ہاتھ بند رہتا ہے۔

اور اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اللہ گناہ گاروں کے لئے اپنی بخشش کا ہاتھ بند رکھتا ہے اور جب کوئی سفارش کرتا ہے تو پھر وہ بخشش کرتا ہے، ان کے اس شرکیہ عقیدہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا

بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ (سورۃ المائدہ آیت ۶۴)	یعنے بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ ہمیشہ کشادہ رہتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دونوں صفتیں نفع اور ضرر پہنچانے کی بندوں کے لئے کھلی رہتی ہیں۔

یہ تشریح و تفسیر بالرای اور من گھڑت ہے۔

من گھڑت تفسیر لکھنے والوں کو اِنتباہ:

قرآنِ مجید کی تفسیر کا اُصول یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی اوّل تفسیر قرآنِ مجید اور پھر اَحادیثِ مبارکہ کے حوالہ سے کی جائے۔ نیز اقوالِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تفسیری مضامین میں بیان کرنے چاہئیں۔ اپنی مرضی سے قرآنِ مجید کی تفسیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْیِہٖ فَقَدْ کَفَرَ[1] "جس نے قرآنِ مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ

[1] مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۳۴، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۶، قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۲۵ حدیث نمبر ۲۳۔

النَّار[۸] ''جو قرآنِ مجید میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ (میں) سے بنائے'' اور ایک روایت میں ہے: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ[۹] ''جو کوئی قرآنِ مجید میں علم کے بغیر کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ (میں) سے بنائے''

ایک اور روایت میں ہے: رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:-
مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ[۱۰] ''جو قرآنِ مجید میں اپنی رائے سے کہے، پھر ٹھیک بھی کہہ دے تب بھی خطا کر گیا''۔

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ کی صحیح تفسیر:

اصل بات یہ ہے کہ جب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ خدائے وحدہٗ لا شریک کی احدیت، وحدانیت اور الوہیت کو بیان فرماتے اور معبودانِ باطل کی نفی بیان فرماتے تھے تو کفار حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ﷺ ان کی برائی بیان نہ کریں ورنہ وہ آپ ﷺ کو نقصان پہنچائیں گے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے کفار کی بات کا رد فرماتے ہوئے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو ارشاد فرمایا: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ؕ وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ہَادٍ ۚ (الزمر:۳۶) ''کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) اپنے بندے کو کافی نہیں اور آپ (ﷺ) کو ڈراتے ہیں، اس کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ (جل جلالہ) گمراہ چھوڑے اُس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں''۔

---

[۸] [۹] مشکوٰۃ ص ۳۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۱، ۲۹۵۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۹، ۲۳۳، جلد ۳ ص ۲۴۱، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۰ (طبع جدید)۔ [۱۰] ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۶۳، حدیث نمبر ۱۶۷۲، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۵۲۔

چند تفاسیر میں اس آیتِ مبارک کے ضمن میں یہ واقعہ بھی تحریر ہے کہ:
''حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو وہ درخت کاٹنے کے لئے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب حضرت خالد بن ولید ؓ اُس درخت کے پاس پہنچے تو کفار بولے کہ اس میں ایک دیو رہتا ہے وہ آپ کو دیوانہ کر دے گا۔ آپ نے پرواہ کئے بغیر درخت کاٹ دیا تو اُن کی حمایت میں سرکارِ کائنات ﷺ پر قرآنِ مجید کی اس آیتِ مبارک کو نازل فرمایا گیا۔ صاحب روح البیان نے فرمایا ہے: یہ آیتِ مبارک دو بار نازل ہوئی۔[۱۱]

مفتی صاحب نے اپنی کتاب ''داتا کون؟'' کے ص نمبر ۱۶ پر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا جواب دیتے ہوئے مزید ایک بہت بڑا جھوٹ لکھا ہے کہ ''مشرکین اس کے جواب میں کہتے تھے''۔

....ہٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ ؕ .... (یونس:۱۸)
''یعنی یہ بزرگ یا پیغمبر ہمارے سفارشی ہیں، اللہ کے پاس''۔

انتہائی گھٹیا ذہنیت کے اس فرقہ پرست نے قرآنِ مجید کی آیت کا منشاء و مقصد ہی تبدیل کر دیا۔ حالانکہ سورۂ یونس کی مذکورہ بالا آیتِ مبارک کا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ سے کسی طرح بھی مذکورہ تعلق نہیں جب کہ سورۂ یونس میں اس طرح ارشادِ خداوندی ہے:

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ہٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ ؕ .... (یونس:۱۸) ''اور اللہ (سبحانہ و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہو جو اُن کا کچھ بُرا نہ کرے اور بھلا نہ کرے اور کہتے ہیں یہ اللہ (جل سلطانہ) کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں''۔

مفسرین کرام نے ہٰٓؤُلَآءِ کے معنی انبیاء اور بزرگ نہیں کیے۔ بلکہ ''بت''

---

[۱۱] روح البیان جلد ۸ ص جز ۲۴ ص ۱۱۰، بحر المحیط جلد ۷ ص ۴۲۸، المراغی جلد ۸ جز ۲۴ ص ۷، در منثور جلد ۸ ص ۳۲۸۔

بیان کیا ہے۔ ١٢

کیونکہ مشرکین مکہ مکرمہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کی پرستش کرتے تھے اور مشرکوں کا انہی بتوں کے بارے میں بیان تھا، جیسا کہ نضر بن حارث نے کہا تھا۔

قیامت کے دن میرا معبود "لات" میری سفارش کرے گا۔ ١٣

ذرا غور فرمایئے! کہاں انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اور کہاں لکڑی و پتھر کے بت۔ بتوں کی ان ہستیوں سے کیا نسبت؟ معبودانِ باطل لکڑی و پتھر کی مورتیاں اور اُن کے پوجنے والے تو جہنم کا ایندھن ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ..... (الانبیآء:٩٨)

"بے شک تم اور جو کچھ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو"۔

رہا سفارش وشفاعت کرنا:

انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام ؓ اہل بیت عظام ؓ اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی سفارش وشفاعت 'باذنِ اللہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ بلکہ قرآنِ مجید اور روزے، یہاں تک کہ کچے بچے جو گر جاتے ہیں، وہ بھی شفاعت کریں گے۔ بے خوف اور فتنہ پرور لوگ حق و باطل کو گڈمڈ کرتے جا رہے ہیں۔ باطل نظریات کی اشاعت کے لئے جھوٹ پر جھوٹ بولتے جا رہے ہیں۔

١٢ روح البیان جلد٤ ص ٢٥، قرطبی جلد٤ جز٨ حدیث نمبر٣٣٢ ص ٢٠٥، مظہری جلد٥ ص ١٦، المراغی جلد٤ جز١١ ص ٨٢، ابی سعود جلد٢ جز٣ ص ١٣١، مدارک جلد١ جز٣ ص ١٥٧، ابن جوزیہ جلد٤ ص ١٦، مختصر تفسیر الامام الطبری ص ٢٣٠، معارف القرآن جلد٤ ص ٥٢١، ضیاء القرآن جلد٢ ص ٢٨٧، ابن عباس ص ١٣١، عثمانی ص ٢٦٣، المنار جلد١١ ص ٣٢٣۔ ١٣ ابی السعود جلد٣ ص ٢٢٣، المراغی جلد٤ جز١١ ص ٨٢۔

مفتی صاحب نے سورۂ یونس کی آیت نمبر ١٨ کی تشریح میں جو جھوٹ لکھا ہے اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآنِ مجید کی سورۃ المائدۃ کی آیت: يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ "یعنی اللہ کا ہاتھ بند رہتا ہے"۔ کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہاں پھر بہت بڑا جھوٹ لکھا ہے کہ:

"یہودی بھی چونکہ شرک کرتے تھے اِس لئے وہ کہتے تھے کہ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ..... (المائدۃ:٦٤) "یعنی اللہ (عزوجل) کا ہاتھ بند رہتا ہے"۔

اور اِس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ گنہگاروں کے لئے اپنی بخشش کا ہاتھ بند رکھتا ہے اور جب کوئی سفارش کرتا ہے تو پھر وہ بخشش کرتا ہے۔ (من وعن)

حالانکہ اس آیتِ مبارک کے سیاق وسباق اور شانِ نزول کا مطالعہ کریں تو حقیقتِ حال کچھ اور ہے اور یہ کہ یہودیوں نے ایسا کیوں کہا؟

سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ٦١ تا ٦٣ میں ارشادِ خداوندی ہے:

(ترجمہ) "اور جب یہ لوگ آپ (ﷺ) کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر ہیں اور اللہ (علیم وخبیر) خوب جانتا ہے، جو چھپا رہے ہیں اور ان میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی (یعنی آپ ﷺ کی تعریف ونعت والی آیات چھپاتے اور تورات میں اپنی طرف سے بڑھاتے) اور حرام خوری (یعنی تورات کے احکام کے بدلنے کے لئے رشوت لینے) پر دوڑتے ہیں۔ بے شک بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں۔ انہیں اُن کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے؟ بے شک بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں"۔

آگے فرمایا: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ..... (المائدۃ:٦٤)

"اور یہودی بولے اللہ (جل جلالہ) کا ہاتھ بندھا ہوا ہے"۔

اس آیتِ مبارک کی شانِ نزول یہ ہے کہ:

یہودِ مدینہ طیبہ بڑے مالدار تھے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے

عناد اور دشمنی کی وجہ سے اُن پر تنگ دستی آگئی تو ''فخاص'' نامی یہودی بولا کہ اللہ (جل سلطانہ) کے ہاتھ بندھ گئے۔ یعنی معاذ اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے۔

''انباش بن قیس نے کہا' تمہارا رب بخیل ہوگیا ہے۔ خرچ نہیں کرتا''۔[14]

اس پر یہ آیتِ مبارک اُتری اور اللہ جل مجدہٗ الکریم نے اُس کی اس بات کے جواب میں مذکورہ بالا ارشاد فرمایا: اور اُس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے یہ بھی فرمایا کہ:

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۔۔۔۔ (المائدۃ:٦٤)

''اُن کے ہاتھ باندھے جائیں اور اُن پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اس (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے ہاتھ کشادہ ہیں، عطا فرماتا ہے، جیسے چاہے''۔

یہاں تک قارئین کرام کی خدمت میں ''مفتی صاحب'' کی من گھڑت تفسیر کا جواب پیش کیا گیا ہے۔ اب اس ارشادِ باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کی روشنی میں قرآن مجید فرقانِ حمید کی چند آیاتِ مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

اس بات میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور دیگر مخلوق کے لئے صرف اور صرف ربِ ذوالجلال والاکرام کی ذاتِ بابرکات حقیقی کافی ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں کہیں نہیں فرمایا کہ چونکہ میں ہی ''کافی'' ہوں اس لئے تمہیں کسی سے کوئی تعلق نہیں اور کسی کی طرف رجوع کی ضرورت ہے بلکہ دیگر آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں مزید تفصیل اور مسائل نکھر کر سامنے آئیں گے۔

[14] تفسیر المنار جلد ٦ ص ٩٥٢۔

آیاتِ مبارکہ

کیا تین ہزار فرشتے کافی ہیں؟

سورہ آلِ عمران کی آیتِ مبارک نمبر ١٢٣ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا فرمان ہے ''اور بے شک اللہ (جل جلالہ) نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) سے ڈرو تاکہ شکر گزار بن جاؤ''۔ اور فرمایا:

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ (آلِ عمران:١٢٤)

''جب (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) مومنین سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے؟''۔

اس سے اگلی آیتِ مبارک میں فرمایا:

''ہاں کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو''۔

۔۔۔۔ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ (آلِ عمران:١٢٥)

''پانچ (٥) ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا''۔

اس آیتِ مبارک میں کافیِ حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا ہے کیا تمہارے لئے تین ہزار فرشتے کافی نہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم جو ہم سب کا حقیقی ''کافی'' رب ہے اس نے فرشتوں کو ''کافی'' فرمایا ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا:٢٨) (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اور ہم نے

آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر سب انسانوں کے لئے "کافی" خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے۔ اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے"۔

اس آیتِ مبارک میں رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کو کافی فرمایا گیا ہے جہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ (الزمر:۳۶)
"کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔" وہاں سیاق وسباق کے حوالہ سے پچھلے صفحات میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اِلٰہ کافی ہے کسی اور اِلٰہ اور معبود کی ضرورت نہیں۔

رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ رسول کافی ہیں اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں۔

ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ (الانفال:۶۴) "اے غیب کی خبریں بتانے والے (محبوب ﷺ) اللہ (ﷻ) اور جتنے مومنین آپ (ﷺ) کے پیرو ہوئے ہیں یہ آپ (ﷺ) کے لئے کافی ہیں"۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اللہ ﷻ نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرمایا کہ میں تو پہلے بھی آپ ﷺ کے لئے کافی تھا اور اب بھی ہوں مگر جو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی آپ کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اِلٰہ برحق حقیقی کافی ہے اور انسان بعطائے الٰہی مجازی کافی ہیں۔ لیکن بات غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا مشن:

"داتا کون"؟ کے مصنف نے کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے:۔
"محترم حضرات! حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ وہ بزرگ اور

مشہور ہستی ہے جو تمام عمر شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر رہے لیکن بعض لوگوں نے حضرت شیخ ہجویری علیہ الرحمہ کے اقوال اور تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ اس بزرگ ہستی کو ہمارے نام نہاد علماء و صوفی اور پیر وغیرہ اُن کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کرتے رہے"۔ "وہ مشرک اور بدعتی کو پسند نہیں کرتے تھے"۔ جب مفتی صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ توحید پرست عاشقِ رسول ہیں تو انہیں غیر مقلد بننے کی بجائے داتا صاحب علیہ الرحمہ کا پیروکار بننا چاہیے تھا۔

صفحہ نمبر ۴ اور ۵ پر لکھا ہے:

"جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی ہجویریؒ ہماری پکار سنتا ہے اور ہماری مشکلات کو حل کرنے کی طاقت و قدرت رکھتا ہے اور وہ قبر میں زندہ ہے۔ اس قسم کے عقائد رکھنے والا شخص مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہے اور مشرک جہنمی ہے"۔

اِن عبارات کا جواب حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی شرک و بدعت توڑ عظیم کتاب سے ہی پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے بارے میں جماعت اسلامی کے سابقہ امیر میاں طفیل محمد صاحب نے کشف المحجوب کا ترجمہ کرتے ہوئے دیباچہ کے صفحہ نمبر ۲۶، سطر نمبر ۷ پر لکھا ہے۔

"مولانا مودودی صاحب ہی سے سن رکھا تھا کہ اہلِ طریقت میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش ایک صحیح الخیال اور بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ جنہیں اس کوچہ کے سبھی لوگ مقتداء مانتے ہیں اور اُن کی تصنیف "کشف المحجوب" اس فن میں سند کا درجہ رکھتی ہے"۔ [۱۵]

اور صفحہ نمبر ۲۸ سطر نمبر ۷ پر لکھا ہے:

"آدمی کی کایا پلٹ دینے والی کتابوں میں سے یہ ایک نادر کتاب ہے"۔
"کشف المحجوب" کو ہر زمانے میں علمِ طریقت پر بے مثل کتاب تصور کیا گیا ہے چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کوئی

---

[۱۵] چھاپا اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

مرشد نہ ہو۔ اُسے ''کشف المحجوب'' شریف کے مطالعہ سے مل جائے گا''۔

محولہ بالا عبارات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جہاں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی ہستی شرک و بدعت کا توڑ ہے۔ وہاں اُن کی مستند کتاب بھی شرک و بدعت کا توڑ ہے جسے بڑی توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

فرقہ پرست معترض نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ ''بعض لوگوں نے حضرت شیخ علی ہجویری علیہ الرحمہ کے اقوال اور تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہ دی''۔ ایسے لوگوں میں سب سے پہلے معترض جیسے لوگ شامل ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے بھی ''کشف المحجوب '' کا مطالعہ نہیں کیا، اگر کیا ہوتا تو متعصب فرقہ میں شامل ہونے کی بجائے مذہب مہذب اہلسنّت و جماعت میں شامل ہو جاتے کیونکہ داتا صاحب علیہ الرحمہ تو پکے سچے صحیح العقیدہ اہل سنت ہیں اور امام الائمہ، کاشف الغمہ سراج الامہ، قندیل نورانی، مینارۂ تقویٰ، سرتاج اولیاء، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکار اور مقلد ہیں۔ جب کہ غیر مقلدین تقلید کو شرک کہتے ہیں۔

متعصب مصنف نے دروغ گوئی کا ثبوت دیتے ہوئے صفحہ نمبر ۱۴ پر لکھا ہے:

''پھر پرانا ہندوؤں کا عقیدہ کہ بزرگ داتا ہوتے ہیں یعنی بزرگ جب مر جاتے ہیں تو اُن کی روح حاجت روا اور مشکل کشا ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ مسلمانوں میں رچ بس گیا اور بڑھتا ہی رہا''۔

''مفکر صاحب'' کو علم ہونا چاہئے کہ یہ ہندووانہ نہیں بلکہ اسلامی عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے برگزیدہ محبوب اَنبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ دنیا سے جانے کے بعد ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' (ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے) کے قانون ازلی کی منزل سے گزرنے کے باوجود حاجت روائی بھی فرماتے ہیں اور مشکل کشائی بھی۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے معراج کی رات پچاس نمازوں کو پانچ کروانے میں امداد فرمائی اور پچاس نمازوں کی صورت میں اُمّتِ مرحومہ کے لئے جو

مشکل پیش آنی تھی وہ مشکل حل کروادی۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے کرواسکتے تھے اور اللہ عزوجل بھی شروع میں ہی صرف پانچ نمازیں فرض فرما سکتا تھا۔ ۱۶ مگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ذریعے ایسا کروایا گیا تا کہ وصال شدہ ہستیوں کی طرف سے امداد، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے اسلامی عقیدہ کو اگر کوئی ''ہندو نواز'' ہندووانہ طریقہ اور عقیدہ کہے تو یہ حقیقت اُس کے اپنے ہندووانہ عقیدہ کا رد کر سکے۔

اگر معترض وصال کے بعد استمداد انبیاء کرام علیہم السلام کا قائل نہیں تو پھر پانچ کی بجائے پچاس نمازیں پڑھے۔

وصال کے بعد حاجت روائی فرمانا:

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ ''کشف المحجوب'' شریف میں حضرت ابو العباس القاسم بن مہدی السیاری المروزی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''وچون از دنیا بیرون خواست شد وصیت کرد کہ آں موئے ہارا اندر دہان وی نہادند و امروز گور او بمرو ظاہر است، مردمان بحاجت خواستن، آنجا شوند و مہمات از آنجا طلبند و مجرب است''۔ ۱۷ ''جب آپ دنیا سے رخصت ہونے لگے تو وصیت فرمائی کہ (سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُن دو موئے مبارک کو (جو انہوں نے تمام جائیداد اور دولت کے عوض میں حاصل کئے ہیں۔) میرے منہ میں رکھ دیں۔ (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور آج اُن کی قبر مرو کے علاقہ میں ظاہر ہے اور وہاں لوگ حاجتیں چاہنے کے لئے جاتے ہیں اور وہاں اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں اور یہ مجرب ہے''۔

میاں طفیل محمد صاحب ''مردماں بحاجت خواستن آنجا شوند و مہمات از آنجا

۱۶ بخاری جلد ۱ ص ۵۰، مسلم کتاب الایمان جلد ۱ ص ۹۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۳۲۔۱۴۳، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۶۵، فتح الباری جلد ۲ ص ۶۔۲، عمدۃ القاری جلد ۲ ج ۳ ص ۴۱، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۵۰، شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۲۸، کتاب الشفاء ص ۳۲۶۔۳۲۸، در منثور جلد ۴ ص ۱۴۱، ابن کثیر جلد ۳ ص ۷ مسند ابو عوانہ جلد ۱ ص ۱۳۳، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۱ ص ۳۸۴۔۳۷۱، مشکوٰۃ ص ۵۲۸ وغیرہم۔ ۱۷ نسخہ تہران، ناشرین مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد، اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ص ۱۳۲، ترجمہ شدہ از مولوی فیروز دین، فیروز اینڈ سنز لمیٹڈ ص ۳۳۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اسلامک پبلی کیشنز، مترجم میاں طفیل محمد ص ۲۳۱۔

طلبند و مجرب است'' کا ترجمہ واضح الفاظ میں کرنے کی بجائے صرف یہ لکھ کر فارغ ہوگئے کہ ''آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے''۔ (ص نمبر ۲۳۱)

مولوی فیروز دین مرحوم نے ترجمہ کیا ہے۔ ''اور مرجع خاص اور عام ہے اور اس سچے عاشق رسول (ﷺ) کے توسط سے اللہ تعالیٰ سے اپنی اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں''۔ (ص نمبر ۲۳۸)

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اپنا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:

''وقتی پیش ازاں مرا ازاں جنس واقعہ بی افتادہ بود بگور شیخ ابو یزید رحمہ اللہ تعالیٰ مجاور نشستہ بودم تا حل شدہ'' (ص: ۵۵)

''ایک دفعہ مجھے اسی قسم کی مشکل پیش آئی۔ میں نے حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کی مجاوری کی۔ یہاں تک کہ میری مشکل حل ہوگئی''۔

برصغیر پاک و ہند میں محمد بن عبدالوہاب صاحب نجدی کے مقلد مولوی اسماعیل دہلوی صاحب (متوفی ۱۲۴۶ھ) جن کے ایک ایک حرف کو مقلدین حضرات حرف آخر سمجھتے ہیں اور انہیں کے ایجاد کردہ مذہب کے مقلد ہیں۔ وہ اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' ص ۱۶۶ پر اصحاب قبور سے فیض حاصل کرنے کا بے مثال شرک توڑ واقعہ لکھتے ہیں کہ میرے استاد سید احمد (متوفی ۱۲۴۶ھ) نقشبندی، قادری اور چشتی کیسے بنے؟

''القصہ حضرت ایشاں را نسبت طرق ثلاثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شد اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ پس بیانش آنکہ بہ سبب برکت بیعت و یمن توجہات آں جناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین [۱۷] و جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ وتا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازعی درمابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشاں ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائی جذب حضرت ایشاں بتمامہ بسوئے خودمی فرمود تا ایں کہ بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشاں توجہ قوی وتاثیر

[۱۷] داتا کون؟ کے مصنف کسی کو داتا اور غوث کہنے کے منکر ہے جبکہ اُن کے اپنے قائد اور امام محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث الثقلین لکھا ہے۔

زور آوری فرمود تا اینکہ در ہمان یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشاں گردید و اما نسبت چشتیہ بیانش آنکہ روزی حضرت ایشاں بسرے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشاں مراقب نشستند دریں اثنا بر روح پر فتوح ایشاں ملاقات متحقق شد و آن جناب بر حضرت ایشاں توجہی بس قوی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدائی حصول نسبت چشتیہ متحقق شد۔ (من و عن)۔ (کتاب خانہ المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ، لاہور) [۱۸]

محولہ بالا عبارت کا فوٹو

القصہ حضرت ایشان را نسبت طرق ثلثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ

قبل از مبادی حاصل شدہ اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ پس بیانش آنکہ بسبب برکت بیعت و یمن توجہات آن جناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ وتا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی درمابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشان ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضائی جذب حضرت ایشان بتمامہ بسوے خودی فرمود تا این کہ بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزی ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند و تا قریب یک پاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشان توجہ قوی و تاثیر زور آوری فرمودند تا اینکہ در ہمان یکپاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیب حضرت ایشان گردید و اما نسبت چشتیہ پس بیانش آنکہ روزی حضرت ایشان بسرے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقد مبارک ایشان مراقب نشستند درین اثنا بروح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آن جناب بر حضرت ایشان توجہی بس قوی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدائی حصول نسبت چشتیہ متحقق شد بعد مرور معنی ازین توجہ

[۱۸] ادارہ ماہنامہ ''سید حامد راشد'' کی لائبریری میں مذکورہ بالا کتاب ''صراط مستقیم'' کا نسخہ چھاپہ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور موجود ہے جس صاحب کو اطمینان قلب کے لئے حوالہ دیکھنے کی خواہش ہو بڑی خوشی سے جامع مسجد نگینہ 977A بلاک بی II گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور میں تشریف لائے (ادارہ)

''القصہ حضرت ایشاں (یعنی سید احمد صاحب) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہوگئی۔ نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان اس طرح ہے کہ بیعت کی برکت کے سبب اور آنجناب (مرشد) کی ہدایت مآب کی توجہات کے یمن سے جناب غوث الثقلین (علیہ الرحمہ) اور جناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند (علیہ الرحمہ) کی روحِ مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئی اور تقریباً ایک ماہ حضرت ایشاں کے حق میں ہر دو ارواحِ مقدس کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا، کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں سے اس اَمر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف متوجہ کرے، یہاں تک کہ ان دونوں روحوں کے تنازعہ کا وقت گزرنے اور شرکت پر صلح واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور تقریباً ایک پہر کے عرصہ تک دو اماموں (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے حضرت ایشاں کے نفسِ نفیس پر توجہ دی اور پرزور اثر ڈالتے رہے۔ پس اسی ایک پہر میں آپ کو ہر دو طریقہ کی نسبت نصیب ہوئی''۔

''اور نسبت چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت ایشاں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی (قدس سرہ العزیز) کی ''مرقدِ منور'' پر حاضری دینے کے لئے چلے گئے اور اُن کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں اُن کی روحِ پُرفتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے آپ پر نہایت قوی توجہ فرمائی۔ اس توجہ کے سبب سے ابتداء حصولِ نسبتِ چشتیہ کا ثبت ہو گیا''۔ ۱۹

ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب، مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد صاحبان وغیرہم کے پیروکار اور مقلدین، مزارات پر جانے والوں اور بزرگانِ دین سے فیض لینے والوں کو مشرک بنائے بغیر سانس نہیں لیتے۔ بزرگوں کے وصال کے بعد حاجت روائی اور مشکل کشائی کو ہندووانہ عقیدہ کہتے ہیں۔ غور کریں محمد اسماعیل دہلوی صاحب

۱۹ قارئین کرام! بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی عرض کرتا ہے کہ جو شخص اس ''حوالے'' کو غلط ثابت کرے گا اُسے ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

اور سید احمد صاحب فتویٰ کی روشنی میں ہندو مشرک ہوئے یا مسلمان رہے۔ اس کا جواب متعصب معترض کے ذمہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد گرامی کا واقعہ:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''انفاس العارفین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ:۔

''می فرمودند در اکبر آباد اثناء مراجعت از درس مرزا محمد زاہد کہ کوچہ دراز پیش آمد ابیات شیخ سعدی درآں حالت میخواندم و ذوق می کردم''

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشو لوح دل از نقش غیر حق
علمی کہ راہ حق نماید جہالت است

مصرع چہارم از خاطرم رفت و در دل من قلقی و اضطرابی ازیں سبب پیدا شد۔ ناگاہ مردے دو موی فقیر وضع ملیح روئے از جانب یمین من بر آمد و گفت

''علمی کہ راہ حق نماید جہالت است''

گفتم جزاک اللہ خیر الجزاء۔ چہ قدر قلق و اضطراب از دل من زائل نمودی آنگاہ دو دستہ تنبول را برآوردہ پیش آں عزیز بردم تبسم کرد و گفت ایں اجر یاد دہانیدن است گفتم نہ و لیکن شکرانہ است گفت نمی خورم آنگاہ گفت مرا زود باید رفت گفتم من ہم بہ شتاب می روم گفت شتاب تر می خواہم پس قدم برداشت و آخر کوچہ نہاد دانستم کہ روح مجسم است ندا کردم کہ برنام خود ہم اطلاع دہید تا فاتحہ خواندہ باشم۔ گفت سعدی ہمیں فقیر است۔ (ص نمبر ۴۴)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ اور اُن کے والد گرامی کا دور بارہویں صدی ہجری جبکہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کا دَور چھٹی اور ساتویں صدی ہجری ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۱۹۲ تا ۱۲۹۱ (ننانوے سال)۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ ۵۸۹ تا ۶۹۱ (۱۰۲ سال)

تقریباً چھ سو سال کے بعد ایک ولی اللہ شیراز سے آ کر دہلی میں اشعار پڑھنے والے کی مشکل حل فرما رہے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ بڑی علمی اور مستند شخصیت ہیں۔ یہ اُن کے گھر کا واقعہ ہے۔ اُنہوں نے اپنی تصنیف ''انفاس العارفین'' میں مذکورہ بالا واقعہ بڑی تحقیق سے نقل کیا ہے۔

محولہ بالا عبارت کی تصویر

میغفر مود ندور اکبرآباد اشعار مرجعت

از درس مرزا محمد زاہد کوچہ دراز پیش آمد ابیات شیخ سعدی در مخالفت میخواندم و ذوق می کردم

سہ جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است ۞ جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است ۞ سعدی

بشوی لوح دل از نقش غیر حق ۞ علمے کہ رہ حق ننماید جہالت است ۞ مصرعہ چہارم از خاطرم رفت

و در دل من تعلق و اضطرابے ازیں سبب پیدا شد۔ ناگاہ مردے درمو ی فقیر وضع ملیح روئے از جانب یمین

من برآمد و گفت سعدی علمے کہ رہ حق ننماید جہالت است ۞ گفتم جزاک اللہ خیر الجزاء چہ قدر قلق و

اضطراب از دل من زائل نمودی آنگاہ دو دستہ تنبول لبر آوردہ پیش آں عزیز بردم۔ تبسم کرد و گفت ایں

اجر یاد دہانیدن است گفتم نہ ولیکن شکرانہ است گفت من نمی خورم آنگاہ گفت مرا زود باید رفت

گفتم من ہم بشتاب می روم گفت شتاب تر می خواہم پس قدم برداشت و آخر کوچہ نہاد و دانستم کہ

روحے مجسم است ندا کردم کہ بر نام خود ہم اطلاع دہید تا فاتحہ می خواندہ باشم گفت سعدی ہمیں فقیر است

محولہ بالا عبارت کا فوٹو بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ کوئی شک کی گنجائش نہ رہے۔ اس عبارت پر بھی ایک لاکھ روپے کا انعام رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ عبارت بھی غلط ثابت کرے تو وہ یہ انعام حاصل کر سکتا ہے۔

''شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ (۱۱۲۹ تا ۱۲۹۱ھ) فرماتے تھے۔ اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سے واپسی کے دوران راستہ میں ایک لمبے کوچے سے میرا گزر ہوا۔ اُس میں شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ (۵۸۹ تا ۶۹۱ھ) کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور خوب ذوق وشوق لے رہا تھا۔

''دوست کی یاد کے علاوہ جو کچھ تو کر رہا ہے عمر ضائع کر رہا ہے۔ عشق کے راز کے علاوہ جو کچھ سیکھ رہا ہے وہ باطل جا رہا ہے، سعدی غیر حق کے نقش سے اپنے دل کی تختی کو دھو ڈال، وہ علم جو کہ حق کا راستہ نہ بتائے وہ جہالت ہے۔''

(فرماتے ہیں) چوتھا مصرعہ میرے ذہن سے نکل گیا۔ اچانک ایک فقیر منش، دراز زلف، ملیح چہرے والے حسین بزرگ ظاہر ہوئے اور فرمایا:

علمی کہ راہ حق ننماید جہالت است

چوتھا مصرعہ بتا دیا۔ میں نے کہا۔ جزاک اللہ خیر الجزاء۔ آپ نے میرے دل سے بڑی بے چینی اور اضطراب کو دور فرما دیا۔ (میری حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائی) پھر میں نے اُن کی خدمت میں پان پیش کیا۔ وہ مسکرائے اور فرمایا کیا یہ یاد دلانے کی اُجرت ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں بلکہ یہ شکرانہ ہے۔ فرمایا میں نہیں کھاتا۔ پھر فرمایا مجھے جلدی جانا ہے۔ میں نے عرض کیا' میں بھی جلد چلوں گا۔ فرمایا میں تو بہت ہی جلد جانا چاہتا ہوں اور پھر قدم اُٹھا کر کوچہ کے آخر میں رکھا۔ (شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میں نے کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ روح مجسم ہے۔ (یعنی کوئی روح ہے جو مجسم ہو کر آئی ہے اور میری مشکل کشائی فرمائی ہے)۔ مجھے اپنے نام سے تو آگاہ کیجئے تاکہ فاتحہ پڑھ سکوں۔ (اُنہوں نے فرمایا کہ تو اشعار کس کے پڑھ رہا تھا؟) میں نے عرض کیا۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے۔ فرمایا! میں فقیر ہی سعدی ہوں''۔

قارئین کرام! تعصب اور جہالت بہت بڑی بلا ہے۔ ''داتا کون؟'' کتاب کے فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے مصنف کو علم ہی نہیں اسلام کیا ہے؟ بس جو چیز سمجھ میں نہ آئی کہہ دیا یہ ہندووانہ عقیدہ ہے، چاہے اپنے بڑے ہی ہندو ثابت ہو جائیں۔ ایسی گستاخی اور بے اَدبی ایسے ہی لوگوں کو زیب دیتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم' اہلسنّت وجماعت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ یہ اَدب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے عظیم لوگ ہیں۔ ہمیشہ اَدب کی تعلیم دیتے ہیں۔

وصال کے بعد فیض جاری رہتا ہے:

غیر مقلدین کے امام وحید الزماں صاحب نے بھی تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۸ ص ۳۷۲ پر اس حقیقت کو کہ بزرگوں کا فیض اُن کے وصال کے بعد بھی جاری رہتا ہے، تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اللہ کے نیک بندوں کے، اُن کے مرنے کے بعد فیوض اور برکات پہنچتے ہیں۔ جیسے اس کا تجربہ بہت سے صالحین اور اولیاء نے کیا ہے ...... وہ مرنے کے بعد بھی جب حکم الٰہی ہوتا ہے تو اپنے زائر پر توجہ فرماتے ہیں۔ اُن کی روح سے زائر کو بہت سے فیوض و برکات پہنچتے ہیں''۔

تاریخ داتا اور ناپاک ذہنیت کا اظہار:

''داتا کون؟'' کے بے خبر، نورِ علم سے محروم مصنف نے ایک اور عنوان بنایا ہے مصنف کی کتاب سے تصویر پیش کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

تاریخ داتا: سب سے پہلے مشرکوں نے پانچ تن کو داتا بنایا

تاریخ کے مطالعہ سے اور قرآنی ارشادات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائی دور میں قومیں خدا کی منکر ہوا کرتی تھیں، اس لئے اس دور میں شرک کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ شرک کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو مان کر پھر اُس کی مخصوص صفتوں میں مخلوق کو شریک ٹھہرایا جائے۔ تو جب وہ قومیں خدا کو ہی نہ مانتی تھیں، تو وہ کافر قومیں تھیں، مشرک نہیں۔

سب سے پہلے مشرک قوم حضرت نوح علیہ السلام کی تھی اور اسی لئے قرآن حکیم میں توحید کے بیان کو حضرت نوحؑ سے شروع کیا گیا ہے، جو آج سے پانچ ہزار سال پہلے گزرے ہیں۔

حضرت نوحؑ کی قوم پانچ بزرگوں کو داتا مانتی تھی اور یہ اُن کے پانچ تن پاک تھے۔ ہمارے قبر پرست مسلمانوں کا پانچ تن پاک والا عقیدہ اسی قدیم عقیدہ کی یادگار ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی قوم کے مشرک کو بڑی تفصیل سے پیش کیا ہے اور ایک سُورت کا نام ہی سُورۃ نوحؑ رکھا۔ اس کے اندر فرمایا کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی کہ صرف خدا کو حاجت روا مانو، وہی حاجت روا داتا ہے، لیکن قوم نے انکار کیا: چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ (سورۃ نوح آیت ۲۳)	یعنی اُن مشرکوں نے کہا کہ اپنے حاجت روا معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ ترک کرو تم وَدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یغوث اور نہ یعوق اور نہ نسر کو۔

یہ اُن کے پانچ بزرگوں کے نام تھے۔ بخاری شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ صالح بندے تھے پانچ جن کو لوگوں نے حاجت روا بنا کر اُن سے حاجتیں مانگنا شروع کر دیں۔ (بخاری جلد دوم کتاب التفقہ)

قارئین کرام! بحوالہ بالا فوٹو میں آپ سطر نمبر ایک ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں فرقہ پرست مفتی صاحب نے لکھا ہے:

''حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم پانچ بزرگوں کو داتا مانتی تھی اور یہ اُن کے پانچ تن پاک تھے۔ ہمارے قبر پرست مسلمانوں کا پانچ تن پاک کا عقیدہ اسی قدیم عقیدے کی یادگار ہے''۔ غور فرمائیں کہ یہ مفتی صاحب کتنے گندے ذہن کے آدمی ہیں کہ بتوں کے ساتھ پانچ تن پاک یعنی حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ، خاتونِ جنت حضرت بی بی سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو ملا دیا۔ (نعوذ باللہ)

مختلف کتبِ تفاسیر اور احادیث مبارکہ کے مستند حوالہ جات سے قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ جس میں پانچ بتوں وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کا ذکر ہے۔ بندہ ناچیز

قارئینِ کرام کی خدمت میں پورے سیاق وسباق سے تفصیلاً عرض کرتا ہے کہ وہ پانچ کیا تھے جن کو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مانتی تھی۔

سورۂ نوح (علیہ السلام) میں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی بندگی کی دعوت دی۔ (ساڑھے نوسو سال اُنہیں تبلیغ فرماتے رہے) لیکن لوگوں نے آپ کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جو قوم کے بڑے سردار تھے۔ اُنہوں نے:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ (سورۂ نوح:۲۳)

''اور وہ بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو''۔

(اگرچہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کے بت بہت تھے مگر یہ پانچ بُت اُن کے نزدیک بڑی عزت والے تھے) جس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

(الف) حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ، حضرت شیث علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے چالیس بچے تھے۔ بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں۔ اُن میں جن کی بڑی عمریں ہوئیں اُن میں ہابیل، قابیل، صالح اور عبدالرحمٰن تھے۔ جن کا پہلا نام عبدالحارث تھا اور ''ودّ'' تھا۔ جنہیں (حضرت) شیث (علیہ السلام) اور ہبۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ تمام بھائیوں نے سرداری انہی کو دے رکھی تھی۔ ان کی اولاد یہ چاروں تھے۔ یعنی سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔[۲۰]

(ب) ابن ابی حاتم میں ہے کہ ابوجعفر نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں نے یزید بن مہلب کا ذکر کیا، آپ نے فارغ ہو کر فرمایا وہ وہاں قتل کیا گیا جہاں سب سے پہلے غیر خدا کی پرستش کی گئی۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک مسلمان جسے لوگ بہت چاہتے تھے۔ وہ مر گیا یہ لوگ بابل میں اس کی قبر پر معتکف ہو گئے اور رونا پیٹنا اور اُسے یاد کرنا شروع کر دیا،

[۲۰] تفسیر ابن کثیر جلد۴ص۳۷۲، مواہب الرحمٰن جلد۹ص۱۷۲، پارہ:۲۹۔

بڑے بے چین اور مصیبت زدہ ہو گئے۔ ابلیس لعین نے یہ دیکھ کر انسانی صورت میں اُن کے پاس آ کر اُن سے کہا کہ اُس کی شبیہ کیوں قائم نہیں کر لیتے؟ جو ہر وقت تمہارے سامنے رہے اور تم اسے نہ بھولو۔ سب نے اُس کی رائے کو پسند کیا۔ ابلیس نے اس آدمی کی تصویر بنادی، جسے وہ یاد کرتے تھے اور اُن کے پاس رکھ دی۔ جب وہ سب اس میں مشغول ہو گئے تو ابلیس نے کہا تم سب کو یہاں آنا پڑتا ہے، میں تمہیں اُس کی بہت سی تصویریں بنادوں (اُس وقت تصویریں بنانا جائز تھا) تم اپنے گھروں ہی میں رکھ لو۔ وہ اس پر راضی ہو گئے اور یہ بھی ہو گیا۔ اَب تک یہ تصویریں یادگار رہی تھیں۔ مگر اُن کی دوسری پشت میں جا کر اصل واقعہ سب فراموش کر گئے اور اپنے باپ داداؤں کو اُن کی عبادت کرنے والا سمجھ کر خود بھی اُنہیں معبود بنالیا اور اللہ جل شانہ کے سوا، اُس کی عبادت کرنے لگے۔ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ کے سوا جس کی عبادت کی گئی وہ ''ودّ'' کا بت تھا۔[۲۱]

(پ) حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں دراصل نیک وصالح بندے تھے جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں گزرے تھے۔ اُن کے بہت سے لوگ معتقد اور متبع تھے۔ اُن لوگوں نے اُن کی وفات کے بعد ایک عرصہ دراز تک اُنہی کے نقشِ قدم پر عبادت اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے احکام کی اطاعت جاری رکھی۔ کچھ عرصہ کے بعد شیطان نے اُنہیں بہکایا کہ تم اپنے جن بزرگوں کے تابع عبادت کرتے ہو، اگر اُن کی تصویریں بنا کر سامنے رکھا کرو تو تمہاری عبادت بڑی مکمل ہو جائے گی۔ خشوع وخضوع حاصل ہوگا۔ یہ لوگ اس کے فریب میں آ کر اُن کے مجسمے بنا کر عبادت گاہ میں رکھنے لگے اور اُن کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہو جانے سے ایک خاص کیفیت محسوس کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اسی حال میں یہ لوگ یکے بعد دیگرے

[۲۱] تفسیر ابن کثیر جلد۴ص۳۷۳، تفسیر روح المعانی جلد۱۰ جز۱۵ص۸۶ (طبع جدید)، تفسیر در منثور جلد۸ص۲۹۴، مواہب الرحمان جلد۹ پارہ۹ص۱۷۲۔

فوت ہونے لگے اور بالکل نئی نسل نے اُن کی جگہ لے لی۔ تو شیطان نے اُن سے کہا کہ تمہارے باپ دادا ان مورتیوں کی پوجا کیا کرتے تھے، تم بھی کرو۔ وہ بہکاوے میں آگئے اس طرح بت پرستی کا آغاز ہوگیا۔ پھر ان مُورتیوں کے ہی مذکورہ بالا نام رکھ لئے۔ ۲۲

(ت) حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک فوت ہوگیا تو وہ بہت غم ناک ہوئے۔ شیطان نے کہا میں تمہارے لئے اس جیسا بنا دیتا ہوں۔ جب اِسے دیکھو گے تو اُسے یاد کرو گے۔ اُنہوں نے کہا ٹھیک ایسا بنا دو۔ شیطان نے تانبے اور پیتل سے ایک مورت بنائی اور اُسے مسجد میں گاڑ دیا۔ پھر دوسرا فوت ہوا اُس کا مجسمہ بھی بنا دیا۔ حتیٰ کہ سارے فوت ہوگئے اور اشیاء بدل گئیں۔ یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد اُنہوں نے اللہ جل مجدہٗ الکریم کی عبادت ترک کردی۔ شیطان نے اُنہیں کہا۔ تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنے اور اپنے آباء واجداد کے معبودوں کی عبادت نہیں کرتے؟۔ کیا تم اُن کو اپنے مصلّوں میں نہیں دیکھتے۔ پس لوگوں نے اللہ جل شانہ کے سوا معبودانِ باطل (بتوں) کی پوجا شروع کردی۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ ۲۳

(ٹ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی قوم میں جو بت پوجے جاتے تھے۔ اخیر میں وہ عرب لوگوں میں آگئے۔ وَدّ (قبیلہ قضاعہ کی شاخ) بنی کلب (بن وبرہ) کا بت تھا۔ اُنہوں نے دومۃ الجندل میں بنا رکھا تھا۔ ''سواع'' ہذیل قبیلے کا بت تھا۔ (ینبوع کے قریب

۲۲ تفسیر سراج المنیر جلد ۴ ص ۳۳۲، معارف القرآن جلد ۸ ص ۵۷۶، تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۷۶، مواہب الرحمٰن جلد ۹ پارہ ۲۹ ص ۱۷۰، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۷۲، تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۷۲، تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۴۸۳، تفسیر درمنثور جلد ۸ ص ۲۹۳۔ ۲۳ تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۶۰۵، عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۲۶۱، مواہب الرحمٰن جلد ۹ پارہ ۲۹ ص ۱۷۰، تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ جز ۱۵ ص ۷۶، تفسیر درمنثور جلد ۸ ص ۲۹۳، تفسیر سراج المنیر جلد ۹ ص ۳۳۲۔

''رہاط'' مقام پر اس کا مندر واقع تھا۔) ''یغوث'' مراد قبیلے والوں کا بت تھا۔ یمن میں اس کی پوجا کا رواج تھا۔ قبیلہ طے کی شاخ اَنعم اور قبیلہ مذحج کی بعض شاخوں کا بھی معبود تھا۔ مذحج والوں نے یمن اور حجاز کے درمیان جُرش کے مقام پر اس کا بت نصب کر رکھا تھا۔ پھر جرف میں بنی غطیف کا ہوگیا۔ جو شہر سبا کے پاس ہے۔ (سبا وہ شہر ہے جو ملکہ بلقیس کے ملک یمن کا پایہ تخت تھا)۔ ''یعوق'' یمن کے قبیلہ ہمدان کا بت تھا اور ''نسر'' حمیر قبیلے کا بت تھا جو ذوالکلاع (بادشاہ) کی اولاد میں تھے۔ اور بَلْخَعَ کے مقام پر اس کا بت نصب تھا۔ سب کے قدیم کتبوں میں اس کا نام ''نسور'' لکھا ہوا ملتا ہے۔ اس کے مندر کو لوگ ''بیتِ نسور'' اور اس کے پجاریوں کو ''اہلِ نسور'' کہتے تھے۔ ۲۴

''یہ سب چند نیک اشخاص کے نام ہیں جو (حضرت) نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے۔ جب وہ فوت ہوگئے تو شیطان نے اُن لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ ان کے بتوں کو اپنی مجلس میں، جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے نصب کردو اور ان کے نام وہی رکھو جو ان کے نام تھے۔ پس لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ (صرف یادگار کے لئے بت رکھے) اُن کی عبادت نہیں کی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ جن لوگوں نے اُن کو نصب کیا تھا وہ گزر گئے اور بعد والوں کو اُن کا علم جاتا رہا تو اُن کی عبادت کی جانے لگی اور لوگوں نے اُنہیں اپنے معبود گمان کرلیا۔'' ۲۵

(ج) یہ سب نام قوم نوح کے خاص خاص دیوتاؤں کے ہیں اور انہی کی مورتیاں ملک میں پوجی جاتی تھیں۔ ان کے ناموں کی تصریح کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ ان کی پرستش عین نزولِ قرآن کے زمانہ میں بھی عرب واطرافِ عرب میں جاری رہی

۲۴ تفسیر ماجدی جلد ۴ ص ۱۱۳۶، تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۱۰۴، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۴۳۵، تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۷۷، مواہب الرحمٰن جلد ۹ پارہ ۲۹ ص ۱۷۱، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۶۰۵، بخاری جلد ۲ ص ۷۳۲، عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۸ ص ۸۶۲، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۷۲، الکشاف جلد ۴ ص ۱۶۴، تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ جز ۱۵ ص ۸۶، تفسیر مجمع البیان جز ۲۸ ص ۳۶۴، ارشاد الساری جلد ۷ ص ۴۰۱ (بیروت)۔ ۲۵ تفسیر سراج المنیر جلد ۴ ص ۳۳۳، تفسیر قادری جلد ۲ ص ۵۷۸، تفسیری فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۷۲، تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۴۸۲، تفسیر درمنثور جلد ۸ ص ۲۹۳، تدبر قرآن جلد ۸ ص ۲۷، خلاصۃ التفسیر جلد ۹ ص ۲۵۷۔

ہے۔ سردارانِ قوم نے اپنی پیروی کرنے والوں اور عوام سے کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ وَدّ اور نہ سواع کو اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو (غرض کسی کو بھی نہ چھوڑنا)

وَدّ: کلبی کا بیان ہے۔ یہ دیوتا قوتِ مردانہ اور عشق و محبت کا دیوتا تھا۔ اس کی مورتی قوی ہیکل مرد کی شکل کی تھی۔ اہلِ عرب اس سے خوب مانوس تھے۔ عرب کے قدیم کتبات میں اس کا نام وَدَّم اَبَم (وَد باپو) لکھا ہوا ملتا ہے۔ عرب میں ایک شخص کا نام "عبدِ وَدّ" ملتا ہے۔ جسے غزوۂ خندق میں امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے واصلِ جہنم کیا تھا۔

سُوَاع: یہ دیوتا حسن و جمال کا دیوتا تھا۔ اس کی مورتی حسین عورت کی شکل میں تھی۔

یغوث: یہ دیوتا جسمانی قوت اور طاقت کا تھا۔ اس کی مورتی شیر اور بیل کی شکلوں میں ہوتی تھی۔ عبدِ یغوث کے نام کا رواج عرب کے شمال و مشرق میں تھا۔

یعوق: یہ بھاگ دوڑ کا دیوتا تھا۔ اس کی مورتی گھوڑے کی شکل کی تھی۔

نسر: یہ دور بینی اور حدتِ نظر کا دیوتا تھا۔ اس کی مورتی پرندہ (باز یا عقاب) کی شکل کی تھی۔ ۲۶

محولہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے درمیانی دور میں پانچ برگزیدہ بندے تھے۔ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ بعثتِ حضرت نوح علیہ السلام سے قبل لوگوں نے ان کے بت بنا لئے تھے اور ان بتوں کو اِلٰہ مانتے تھے۔

لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کوئی مسلمان کسی ولی اللہ کو نہ تو اِلٰــہ مانتا ہے اور نہ ہی اُس کی پوجا کرتا ہے۔ اہلسنّت و جماعت صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں۔

کوئی شخص ایسی تحریر و تقریر ثابت نہیں کر سکتا کہ جس میں کسی صحیح العقیدہ سنّی

۲۶ تفسیر ماجدی جلد۲ ص ۱۱۴۶، تفہیم القرآن جلد۵ ص ۱۰۴، عمدۃ القاری جلد۱۰ جز۱۹ ص ۲۶۲، تفہیم البخاری جلد۷ ص ۷۰۵، فتح الباری جلد۸ ص ۸۶۴، مواہب الرحمٰن جلد۹ پارہ ۲۹ ص ۱۷۰، ۱۷۲، تفسیر الکشاف جلد۴ ص ۱۶۴، تفسیر روح البیان جلد۴ ص ۴۸۳، تفسیر روح المعانی جلد۱۰ جز۱۵ ص ۸۷، تفسیر مجمع البیان جز۲۹ ص ۳۶۴، تفسیر سراج المنیر جلد۴ ص ۳۳۳، تفسیر قادری جلد۲ ص ۵۷۸۔

عالم دین نے یہ کہا اور لکھا ہو کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اِلٰہ و معبود ہیں۔ جاہل سے جاہل اور کم سے کم عقل والا سنّی چودہ سو سال کے گزرنے کے بعد بھی اپنے عمل و کردار سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اللہ وہی ہے جس کا نام اللہ (جل جلالہ) ہے۔

تعصب اور کینہ سے پاک نگاہِ ایمان سے اگر ملاحظہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ زائرین جو بزرگانِ دین کی قبور، (جو کہ جنت کا باغ ہوتی ہیں، جہاں جنت کے بستر اور لباس، جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں،) کے پاس بیٹھ کر تلاوتِ قرآنِ مجید کرتے ہیں۔ جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے جماعت میں شامل ہونے کے لئے وہاں سے اُٹھ جاتے ہیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ اگر زائرین کسی ولی اللہ کو اِلٰہ سمجھتے ہوں تو نماز بھی قبلہ کی بجائے اُن کی قبرِ منور کی طرف منہ کر کے پڑھیں اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم طرح بزرگانِ دین کے بُت بنا کر انہیں پوجیں۔ مگر فرقہ پرستی کا بُرا ہو اس نے (متعصب) لوگوں کی عقل پر پردہ ڈال دیا کہ خواہ مخواہ مومنین پر کفر و شرک کے فتوے لگا کر ان مفتیوں کی عاقبت کو تباہ کر دیا۔ کاش! یہ لوگ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اس ارشاد کا مطالعہ کر لیتے کہ "جب کوئی کسی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے اگر وہ جسے کافر کہا گیا ہے وہ کافر ہے پھر تو وہ کافر ہی ہے لیکن اگر وہ کافر نہیں تو پھر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے"۔

شرک کیا ہے؟

شرک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو اِلٰــہ مانتے ہوئے کسی اور کو بھی اِلٰــہ ماننا اور جیسی صفات اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی ہیں یعنی ذاتی اور ازلی ویسی صفات مخلوق میں، مخلوق کی ذاتی اور ازلی انداز میں ماننا۔ لیکن مخلوق میں جو صفات ہیں اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی عطا ماننا یہ شرک نہیں بلکہ یہ تو توحید کی عظمت ہے۔ لیکن فرقہ پرست مفتی صاحب کہتے ہیں۔

''شرک کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو مان کر پھر اُس کی ''مخصوص صفتوں'' میں مخلوق کو شریک ٹھہرایا جائے''۔ یہ اُصول کہاں سے اخذ کیا گیا ہے؟

ان فرقہ پرستوں کو کیا علم کہ شرک کسے کہتے ہیں؟۔ انہوں نے تعصب اور جہالت کی عینک آنکھوں پر لگا رکھی ہے۔ یہ لوگ آخرت سے بے خوف' جھوٹ بول بول کر مخلوقِ خدا کو گمراہ کر رہے ہیں، حقائق کو چھپا رہے ہیں۔ صحیح بات نہیں بتاتے۔ حضرت پیر پیران غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اسم اللہ (جل جلالہ) کے بارے میں فرماتے ہیں:

''خلیل بن احمد اور اہل عرب کی ایک جماعت کہتی ہے کہ خداوند تعالیٰ کا یہ ایسا نام ہے یعنی ''اللہ (عزوجل)'' کہ خاص اُسی کے واسطے ہے۔ اِس میں کسی کی شرکت نہیں''۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝ (مریم:۶۵)

''کیا اُس کے نام کا دوسرا جانتے ہو''۔ یعنی مشرکین نے بھی اپنے کسی بت کا نام ''اللہ'' نہ رکھا تھا۔ اِس میں کوئی شریک نہیں، فرمایا:

قُلْ كُلُّ اِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُشْتَرَكٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ لَهٗ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَلِغَيْرِهٖ عَلَى الْمَجَازِ اِلَّا هٰذَا الْاِسْمُ

''علاوہ اِس کے اور نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے موصوف بہ صفات ہیں کہ خداوند تعالیٰ موصوفِ حقیقی ہے اور مجازاً غیر کے واسطے بھی وہ صفت بولی جاتی ہے''۔

مثلاً اللہ جل سلطانہ رؤف ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی رؤف ہیں۔ اللہ عزوجل رحیم ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی کریم ورحیم ہے۔ ایسے ہی علیم، حکیم، ستار، ولی، عظیم، مصور، مالک، عزیز، وہاب، سمیع، بصیر، کبیر، حسیب، شہید، وکیل، قوی، حمید، واحد، احد، اول، آخر، مددگار، مشکل کشا، فریادرس وغیرہم یہ صفات مخلوق میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مگر صفتِ الٰہ کسی میں بھی نہیں اور اِسم اللہ کسی کا بھی نہیں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو ''داتا'' کہنے سے شرک ہوتا ہے تو مذکورہ بالا ناموں

کے پکارنے سے بھی شرک ہونا چاہیے۔ یہ لوگ مکھی پر مکھی مارتے چلے جا رہے ہیں۔ فہم وفراست سے کام نہیں لیتے بس اُٹھتے بیٹھتے شرک شرک کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔

قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے:

''حضرت (نوح علیہ السلام) کی قوم پانچ بزرگوں کو ''داتا'' مانتی تھی''۔

حالانکہ قرآنِ مجید میں واضح طور پر اللہ فرمایا گیا نہ کہ ''داتا'' کیونکہ ''داتا'' تو اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے رؤف ورحیم اور بھی ہو سکتے ہیں۔ عظیم وکریم اور بھی ہو سکتے ہیں۔ فریادرس، مشکل کشا اور مددگار اور بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر الٰہ (عبادت کے لائق اور معبود برحق کوئی نہیں ہو سکتا۔ الٰہ صرف وہی ذات ہے جس کا نام ہے اللہ جل جلالہ۔

مگر مفتی صاحب نے گستاخی اور بے ادبی کی اِنتہا کر دی اُنہوں نے لکھا ہے کہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر' یہ اُن کے پنج تن تھے۔ ''ہمارے قبر پرست مسلمانوں کا پانچ تن پاک والا عقیدہ اِسی قدیم عقیدہ کی یادگار ہے''۔

غور کیجیے! کتنا بڑا ظلم اور جھوٹ ہے۔ کیا اِس مفتی صاحب کے پلے ایمان کی رتی بھی باقی ہے کہ اُس نے سوچا بھی نہیں کہ اہل ایمان کے پانچ تن؟ حضرت محمد ﷺ حضرت علی، حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ ۲۷ ان کے بارے میں کتنی بڑی گستاخی ہے۔ پھر دعویٰ مسلمانی بھی برقرار ہے۔ کیا قوم کو ایسے افرادِ معاشرہ سے پوچھنے کا حق ہے یا نہیں؟ کہ تم نے کس طرح ایمان والوں کے پانچ تن کو پانچ بتوں کی یادگار قرار دے دیا۔ اگر پانچ کی گنتی کا ہونا مشرکین کی یادگار ہے تو بتایئے نمازیں کتنی فرض ہیں؟ وضو میں کتنے اعضاء دھوئے

---

۲۷ البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۳۴۰، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۸۵، جلد ۴ ص ۱۰۷، جلد ۶ ص ۲۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۶۳، جلد ۲ ص ۱۵۲، مستدرک حاکم جلد ۹ ص ۴۱۶، جلد ۳ ص ۱۴۷، در منثور جلد ۲ ص ۳۹، جلد ۵ ص ۱۹۵، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۳۳۷۔۳۳۲، التاریخ الکبیر للبخاری جلد ۲ ص ۷۰، فتح الباری جلد ۷ ص ۳۸۔۷۴، ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۰۸ (الشعب) تفسیر طبری جلد ۲ ص ۲۲، مشکوٰۃ ص ۵۶۸، الشفاء جلد ۲ ص ۱۰۷۔۱۰۲، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر جلد ۴ ص ۲۰۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۳۹۔۴۷، ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۹، مسلم جلد ۱ ص ۲۸۳۔

جاتے ہیں؟ خلفائے راشدین ﷺ کتنے ہیں؟ قرآن پاک کی دوسری منزل کی سورتیں کتنی ہیں؟ لفظ ''معبود'' کے کتنے حروف ہیں؟ سورۃ الفاتحہ میں اللہ تبارک وتعالی جل مجدہٗ الکریم جل جلالہ کے اسمائے مبارکہ صراحۃ الخص کتنے ہیں؟ تکبیر تحریمہ سے لے کر پہلی رکعت کے دوسرے سجدے تک کتنی تکبیریں ہیں؟ غزوہ بدر میں نشان والے کتنے ہزار فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچے تھے؟ دائیں اور بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں کتنی کتنی ہیں؟ دائیں اور بائیں پاؤں کی اُنگلیاں کتنی کتنی ہیں؟ حروف مقطعات زیادہ سے زیادہ کتنے ہیں؟ دین ''اسلام'' کے حروف کتنے ہیں؟ دین اسلام کی بنیاد کتنے اُصولوں پر ہے؟ الحمد، الحجر، النحل، الکہف، النور، النمل القصص، الروم، السبا، الزمر، الفتح، الطور، النجم، القمر، الحشر، القلم، الدھر، النبا، الفجر، الشمس، الضحیٰ، القدر، العصر، الفیل، النصر، اللھب، الفلق اور الناس سورتوں کے کتنے کتنے حروف ہیں اور بھی بہت گنتی کروائی جاسکتی ہے۔ کیا یہ سب جو پانچ پانچ ہیں قدیم پانچ بتوں کی یادگار ہیں؟ الامان والحفیظ۔

سورۃ نوح کی جس آیت کو ''داتا کون''؟ نامی کتاب میں نقل کیا گیا ہے؟ اس میں پانچ بتوں کے نام ہیں اور یہ دیگر بتوں کے علاوہ ان کے نزدیک اکبر اور اعظم ہیں۔ ۲۸

اور یہ بتوں کے نام تھے جن کی بعد میں مشرکین عرب نے پوجا شروع کردی۔ ۲۹

طوفانِ نوح (علیہ السلام) میں بت غرق ہوگئے، بعد میں ابلیس نے انہیں نکالا۔ ۳۰

قوم کے لئے بے ایمان سرداروں نے کہا اپنے بتوں کی عبادت ترک نہ کرنا۔ ۳۱

۲۸ الکشاف جلد ۴ ص ۱۶۴، فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰۱، روح البیان جلد ۴ ص ۴۸۲، فی ظلال القرآن سید قطب ج ۲۹ ص ۳۰۵۔ ۲۹ تفسیر مجمع البیان ج ۹ ص ۳۶۴، سراج المنیر جلد ۴ ص ۳۳۳۔ ۳۰ مجمع البیان جلد ۹ ص ۳۶۴، ارشاد الساری جلد ۷ ص ۴۰۱، فتح الباری جلد ۸ ص ۸۶۳، عمدۃ القاری جلد ۱۰ ج ۲۹ ص ۲۶۲، تفسیر سراج المنیر جلد ۴ ص ۳۷۴۔ ۳۱ تفسیر روح البیان جلد ۱۰ ص ۱۸۱، تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۷۲۔

یہ اُن کے پانچ بت تھے۔ ۳۲ اُن کے خداؤں کے نام ہیں۔ ۳۳

یہ بت ہیں بعد میں عرب والے مشرکین انہی کو پوجا کرتے تھے۔ جمہور یہی کہتے ہیں۔ ۳۴

قوم نوح کے مشرکین نے بتوں کے لئے اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام رکھ لئے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اولیاء اللہ.... اِلٰہ ہوگئے اور جو خواہ مخواہ اولیاء اللہ کو اِلٰہ سمجھے یا کہے وہ تو مسلمان ہی نہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ کوئی سُنّی مسلمان اولیاء اللہ کو اِلٰہ نہیں مانتا۔ خارجی بے دین جو مرضی کہتے پھریں اُن کے کہنے سے کوئی ولی ''اِلٰہ'' نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کوئی مومن مشرک اور کافر ہوسکتا ہے۔

آپ کوئی سا ترجمۂ قرآن یا کسی فرقے کا ترجمۂ قرآن یا سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے امام الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری علیہ الرحمہ کا ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' سے سورۂ ''نوح'' کی آیت نمبر ۲۳ کا ترجمہ پڑھیں اور غور فرمائیں، ہر مترجم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ: ''اور بولے ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا''۔

قارئینِ کرام! مصنف نے اپنی کتاب کے ص نمبر ۱۵ پر کتنا بڑا جھوٹ لکھا ہے اور تحریفِ قرآن کے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی کہ صرف ''خدا کو حاجت روا مانو وہی حاجت روا داتا ہے۔ لیکن قوم نے انکار کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے: وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ

اور اُن مشرکوں کے سرداروں نے کہا: ''اپنے حاجت روا معبودوں کو نہ چھوڑو''۔ حالانکہ حاجت روا کا لفظ اس آیتِ قرآنیہ میں ہے ہی نہیں بلکہ اٰلِهَتَكُمْ (معبودوں) کا لفظ ہے۔

یہودیوں کے علماء کا طریق کار تھا کہ وہ الہامی کتابوں تورات، زبور وغیرہ میں حرفاً اور معناً تبدیلی کرتے تھے۔ اُن کے بارے میں قرآن مجید میں ربِّ ذوالجلال

۳۲ المیزان فی تفسیر القرآن ج ۳۰ ص ۳۴۔ ۳۳ درمنثور جلد ۶ ص ۲۷۰۔ ۳۴ تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰۰۔

والا کرام نے ارشاد فرمایا:

(۱) وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ (البقرۃ:۷۵)

''اور اُن میں ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا کلام سنتا پھر سمجھنے کے بعد اُسے دانستہ بدل دیتا''۔

(۲) دوسرے مقام پر فرمایا:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ.... (النساء:۴۶)

''کچھ یہودی کلاموں کو اُن کی جگہ سے پھیرتے ہیں''۔ اسی طرح سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۱۳ میں فرمایا:

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

''اللہ (جل شانہ) کی باتوں کو اُن کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں''۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ جل شانہ کی کتاب کی لفظی اور معنوی ہر قسم کی تحریف جرمِ عظیم ہے اور انتہائی ذلیل اور کفریہ حرکت ہے۔ جماعتِ اسلامی کے بانی مودودی صاحب نے تحریف کے معنی لکھے ہیں:

''بات کو اصل معنی مفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ دوسرے معنی پہنا دینا جو قائل کی منشا کے خلاف ہوں''۔ ۳۵؎

اور دوسرے مقام پر لکھا ہے:

''یہ کہ اپنی تاویلات سے آیاتِ کتاب کے معنی کچھ سے کچھ بنا دینا''۔ ۳۶؎

غلام اللہ خان صاحب نے ''جواہر القرآن'' میں سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۷۵ کے تحت حاشیہ نمبر ۱۵ میں لکھا ہے:۔

''قرآن کی معنوی تحریف کرنے والے یہودیوں کے جانشین ہیں''۔

مذکورہ بالا حضرات کی طرح پرویزی فرقے کا بانی آنجہانی غلام احمد پرویز

۳۵؎ تفہیم القرآن جلد اص ۸۷ حاشیہ نمبر ۸۷۔ ۳۶؎ تفہیم القرآن جلد اص ۳۵۷ حاشیہ نمبر ۷۳۔

جو خود بھی قرآنِ پاک کی تحریفِ معنوی کے جرم کا مرتکب ہو کر دنیا سے مردود گیا ہے وہ بھی تحریف کے معنی لکھتا ہے کہ:

''تحریف کے معنی اس طرح کی توجیہہ و تاویل کرنا ہوں گے۔ جس سے اس کی وہ روح جاتی رہے''۔ ۳۷؎

مودودی صاحب نے جو تحریف کے معنی کئے ہیں۔ اُس کے مطابق اُن کی اپنی ہی عبارت پڑھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے قرآنِ مجید کی اپنی لکھی ہوئی تفسیر میں قوم پر کتنا ظلم کیا ہے۔ تفہیم القرآن جلد اص ۱۰ (دیباچہ) سطر ۱۸ تا ۲۱ پر لکھا ہے کہ میں نے ''ترجمانی'' کا ڈھنگ اختیار کیا ہے۔ میں نے اس میں قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے دل پر پڑتا ہے اُسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں''۔

اور اُنہوں نے ''تحریف'' کا یہی معنی کیا ہے کہ ''بات کو اصل مفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق دوسرے معنی پہنا دینا''۔

''مفردات القرآن'' میں تحریف کے معنی لکھے ہیں کہ ''کلام کو اس کے موقع و محل سے پھیر دینا''۔

''داتا کون؟'' کے مصنف نے اپنی کتاب میں اسی ظلم کا ارتکاب کیا ہے ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ○ (سبا:۲۲)

''کہہ دیجئے کہ تم مانگتے رہو۔ ان بزرگوں سے جن کو تم اللہ کے سوا حاجت روا خیال کرتے ہو حالانکہ وہ نہیں اختیار رکھتے۔ ایک ذرہ برابر نہ آسمانوں اور نہ زمین میں اور نہیں اُن بزرگوں کے لئے آسمان اور زمین کے کاموں میں خدا کے ساتھ کسی قسم

۳۷؎ تبویب القرآن جلد اص ۳۹۷۔

کی شراکت اور نہ ہی اُن میں کوئی مددگار ہے۔ (ص ۲۰ من وعن)

صفحہ نمبر ۲۱ پر اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ:

"تم دُعائیں کراتے رہو ان بزرگوں سے، لیکن حقیقت میں نہ آسمانی نظام میں ذرہ برابر کوئی اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمینی نظام میں۔ بلکہ یہ بے اختیار محض ہیں۔ اِن کو خدائی کاموں میں کسی قسم کی کوئی شراکت نہیں اور نہ یہ خدا کے مددگار ہیں۔ جب اِن کو کوئی اختیار نہیں اور کوئی شراکت بھی نہیں اور یہ خدا کے مددگار بھی نہیں تو پھر یہ "داتا" یا "غوث" کیسے بن سکتے ہیں؟ فرمایا یہ تمہارا زعم باطل ہے تم اُن سے دُعائیں کراتے رہو اور ان کو "داتا داتا" کہہ کر پکارتے رہو۔ (من وعن)

<u>محولہ بالا عبارت کی اصل کتاب سے تصویر:</u>

یہ آیت اس قدر واضح ہے بندوں کو داتا بنانے کے خلاف کہ اس میں ہر قسم کے شرک کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ تم دعائیں کرتے رہو، ان بزرگوں سے لیکن حقیقت میں یہ نہ آسمانی نظام میں ذرہ برابر کوئی اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمینی نظام میں یہ بے اختیار محض ہیں۔ ان کو خدائی کاموں میں کسی قسم کی کوئی شراکت نہیں اور نہ یہ خدا کے مددگار ہیں۔ جب ان کو کوئی اختیار نہیں اور کوئی شراکت بھی نہیں اور یہ خدا کے مددگار بھی نہیں تو پھر یہ داتا یا غوث کیسے بن سکتے ہیں؟ فرمایا یہ تمہارا زعم باطل ہے۔ تم ان سے دعائیں کرتے رہو اور ان کو داتا داتا کہہ کر پکارتے رہو لیکن حقیقت میں ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں، ایک ذرہ برابر ان کو اختیار حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کاموں میں شریک کیا ہے اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی امداد کا محتاج نہیں تم خود اپنے لئے جہنم تیار کر رہے ہو۔ مگر داتا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (سورہ فاطر آیت ۱۳)	اور جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا اختیار نہیں رکھتے۔

قطمیر کے معنی ہیں کھجور کی گٹھلی کا چھلکا۔ گویا کہ کوئی انسان کھجور کی گٹھلی کے چھلکے جتنا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یعنی ارشاد خداوندی ہے کہ جن لوگوں کو تم حاجت روا، مشکلکشا اور کارساز مانتے یا سمجھتے ہو، وہ تو کھجور کی گٹھلی کی جھلی بنانے کا بھی اختیار نہیں رکھتے، تو پھر علی ہجویری جیسے بزرگ داتا کیسے ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ بزرگ آسمانی اور زمینی نظام میں ذاتی اور مستقل بالذات حیثیت سے اختیار نہیں رکھتے۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی جناب میں یہ برگزیدہ ہستیاں اس مقام اور درجہ کی حامل ہیں کہ ربّ کائنات کی بارگاہ میں جو سوال کریں اللہ قادر مطلق اُسے پورا فرما دیتا ہے اسی لئے اہلِ ایمان اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مشکلات کے حل کے لئے سوال کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے ولی اللہ جیسے اس دنیا میں رہتے ہوئے ولی اللہ ہوتے ہیں ایسے ہی وہ عالم برزخ میں بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ عظمت اور مقام یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُن کے بارے میں فرماتا ہے:

كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا

"میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا

پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

(ترجمہ: وحید الزماں صاحب غیر مقلد تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۹)

خالقِ کائنات نے اُنھیں ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ جس کا اِنکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور پھر اسی حدیثِ قدسی شریف میں اِرشادِ خداوندی ہے:

وَاِنْ سَا لَنِیْ لَاُ عْطِیَنَّہٗ [۳۸]

"وہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو اُس کو دیتا ہوں"۔

"محرف قرآن مفکر" نے غور نہیں کیا کہ اُن کے اُستاد غلام اللہ خان صاحب نے "جواہر القرآن" میں لکھا ہے کہ "قرآن کے معنوی تحریف کرنے والے یہودیوں کے جانشین ہیں"۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ کن بدبختوں کا جانشین بن کر بڑی بے خوفی سے من گھڑت ترجمہ کر کے اِنتہائی شقاوت کا ثبوت دیا ہے۔

حالانکہ اس مقام پر مودودی صاحب "جو کہ خود بھی "اپنی مرضی کی تفسیر لکھنے کا بدنما تمغہ رکھتے ہیں" نے ترجمہ کیا ہے:-

۱۔ "(اے نبی اُن مشرکین سے) کہو کہ پکارو دیکھو اپنے اُن معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو۔" [۳۹]

۲۔ شبیر احمد عثمانی صاحب نے "تفسیر عثمانی" میں زیرِ آیت لکھا ہے:

"یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے"۔

۳۔ تفسیر "بیان القرآن" میں اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے:

"اِس سے مراد معبودانِ باطل ہیں"۔

[۳۸] بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۸۹، مشکوٰۃ ص ۱۷۹، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۰، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۶۲، جلد ۱۰ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۷۹۶۔ [۳۹] تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۱۹۹۔

دیگر مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اُس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

سورۂ سبا مکی سورت ہے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین و کفار ۳۶۰ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اُنھیں اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ لکڑی و پتھر کی مورتیاں نہ تو رسول تھے اور نہ ہی اولیاء، وہ محض بے جان بت تھے جنہیں مشرکین مکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا شریک بنا کر پوجتے تھے۔ یا وہ لوگ ملائکہ اور جنات کی عبادت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فرمایا: (قُلْ) یَامُحَمَّدُ لِکُفَّارِ مَکَّۃَ بَنِیْ مَلِیْحٍ (ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ) عَبَدْتُّمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) حَتّٰی یُجِیْبُوْکُمْ وَکَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ وَیَظُنُّوْنَ اَنَّھُمُ الْمَلَائِکَۃَ قَالَ اللّٰہُ لَھُمْ (لَا یَمْلِکُوْنَ) لَا یَقْدِرُوْنَ اَنْ یَّنْفَعُوْکُمْ (مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ) وَزْنَ ذَرَّۃٍ (فِی السَّمٰوَاتِ) مِمَّا فِی السَّمٰوَاتِ (وَلَا فِی الْاَرْضِ) وَلَا مِمَّا فِی الْاَرْضِ (وَمَا لَھُمْ) لِلْمَلَائِکَۃِ (فِیْھِمَا) فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ (مِنْ شِرْکٍ) مِنْ شِرْکَۃٍ مَعَ اللّٰہِ (وَمَا لَہٗ) لِلّٰہِ (مِنْھُمْ) مِنَ الْمَلَائِکَۃِ (مِنْ ظَھِیْرٍ) مِنْ عَوْنٍ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ [۴۰]

"اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرمایئے، بلاؤ اور پکارو اُنھیں جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا معبود سمجھے بیٹھے ہو، وہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ اُن کا اِن دونوں میں کچھ حصہ ہے اور اُن میں سے کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا مددگار نہیں ہے"۔

اس آیتِ مبارک میں انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں۔ یہ سچ ہے کہ آسمان و زمین کے بنانے میں کسی کا کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے کسی سے مدد لی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرما رہا ہے۔ مگر کفار و مشرکین مکہ سے فرما دیں "جن بتوں کی تم اللہ تبارک

[۴۰] تنویر المقیاس عن تفسیر ابن عباس (عربی) زیرِ آیت ص ۲۶۶ چھاپ تنویر القرآن اردو بازار۔

وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے سوا عبادت کرتے ہو"۔

یاد رہے کفار مکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت نہیں کرتے تھے وہ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا رسول بھی نہیں مانتے تھے اور نہ ہی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو مانتے تھے وہ ان سب کے دشمن تھے۔ اس آیت مبارک سے یہ بزرگ یا دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کیسے مراد ہو سکتے ہیں۔

تفسیر قرطبی:

(الجامع لاحکام القرآن) میں ہے:۔ فَقُلْ یَا مُحَمَّدُ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ هَلْ عِنْدَ شُرَكَائِكُمْ قُدْرَةٌ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذَالِكَ [۴۱] "یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ مشرکین سے فرمائیں کہ کیا تمہارے شریکوں کو ان چیزوں پر قدرت حاصل ہے؟" (آسمان وزمین بنانے میں) اَیْ اُدْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ آلِهَةٌ لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لِتَنْفَعَكُمْ اَوْ لِتَدْفَعَ عَنْكُمْ مَا قَضَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْكُمْ [۴۲]

"پکارو انہیں جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے مقابلے میں معبود گمان کرتے ہو کہ تمہیں نفع پہنچائیں یا قضاءِ الٰہی کو ٹال دیں جو تم پر نازل ہو"۔

تفسیر جلالین وتفسیر مظہری:

(قُلْ) یَا مُحَمَّدُ لِكُفَّارِ مَكَّةَ (اُدْعُوْا) اَيُّهَا الْكُفَّارُ (الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَیْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً [۴۳]

"اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرما دیجیے کہ جن کو تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا اپنا معبود سمجھ رہے ہو"

---

[۴۱] قرطبی جلد ۷ جز ۱۳ ص ۱۸۸۔ [۴۲] ایضاً۔ [۴۳] مظہری جلد ۸ ص ۲۵ جلالین (عربی) زیر آیت ص ۲۳۱ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور کراچی)۔

اس آیت مبارک میں خطاب تو کفار مکہ مکرمہ کو ہے جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے مقابلے میں اِلٰہ بنا رکھے تھے۔ کوئی مسلمان کسی نبی علیہ السلام اور ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہ تو اِلٰہ مانتا ہے اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے مقابلے میں مانتا بلکہ ہر صاحب ایمان انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے مقربین اور مقبولان بارگاہِ الٰہی مان کر ان کی پیروی کرتا ہے اور حکم الٰہیہ کی تعمیل کرتا ہے۔

تفسیر ابن جریر وتفسیر النسفی:

(قُلْ) لِمُشْرِكِیْ قَوْمِكَ "اپنی قوم کے مشرکین سے فرمائیں (اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اَیْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ "جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا معبود گمان کرتے ہو"۔ [۴۴]

تفسیر الفتح القدیر:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) هٰذَا اَمْرٌ لِلنَّبِيِّ (ﷺ) بِاَنْ يَّقُوْلَ لِكُفَّارِ قُرَيْشٍ اَوْ لِلْكُفَّارِ عَلَى الْاِطْلَاقِ هٰذَا الْقَوْلَ وَمَفْعُوْلَا زَعَمْتُمْ مَحْذُوْفَانِ: اَیْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً [۴۵] "یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو حکم ہے کہ قریش مکہ مکرمہ سے یا مطلقاً ہر کافر سے فرمائیں کہ جنہیں تم معبود گمان کرتے ہو" (زَعَمْتُمْ کے دو مفعول محذوف ہیں)

تفسیر روح البیان:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) يَا مُحَمَّدُ لِلْمُشْرِكِيْنَ اِظْهَارًا لِبُطْلَانِ مَا هُمْ عَلَيْهِ وتبكيتا لهم "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مشرکین سے فرمائیں اس آیت مبارک میں ان لوگوں کے گندے اور غلط مسائل کا اظہار اور ان کو بدگوئی سے خاموش کرانا مطلوب ہے (اُدْعُوْا) نَادُوْا (الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ)

---

[۴۴] تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۳۲۷، ابن جریر جلد ۱۰ ص ۱۷۱۔ [۴۵] فتح القدیر جلد ۳ ص ۲۰۱۔

قَالَ فِی الْقَامُوْسِ الزَّعْمُ مُثَلَّثَۃُ الْقَوْلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْکِذْبِ ضد واکثر ما یقال فیما شک فیہ ۔ ادعوا [۴۶] بمعنی نادوا۔ القاموس میں ہے کہا اَلزَّعْمُ وہ قول نقل کرنا جس میں جھوٹ کا شائبہ ہو۔ اسی لئے قرآنِ مجید میں ہر جگہ اس کے قائلین کی مذمت کی گئی ہے۔

وَفِی الْمُفْرَدَاتِ الزَّعْمُ حِکَایَۃُ قَوْلٍ یَکُوْنُ مَظَنَّۃَ الْکِذْبِ وَلِھٰذَا جَآءَ فِی الْقُرْآنِ فِیْ کُلِّ مَوْضِعِ ذَمِّ الْقَائِلِیْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) مَقَامَہٗ وَالْمَعْنٰی اُدْعُوا الَّذِیْنَ عَبَدْتُمُوْھُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فِیْمَا یَھُمُّکُمْ مِنْ جَلْبِ نَفْعٍ وَدَفْعِ ضَرٍّ لَعَلَّھُمْ یَسْتَجِیْبُوْنَ لَکُمْ اِنْ صَحَّ دَعْوٰکُمْ ثُمَّ اَجَابَ عَنْہُ اِشْعَارًا بِتَعَیُّنِ الْجَوَابِ وَاَنَّہٗ لَا یَقْبَلُ الْمُکَابَرَۃُ فَقَالَ بِطَرِیْقِ الْاِسْتِئْنَافِ لِبَیَانِ حَالِھِمْ [۴۷]

''مفردات میں ہے اَب معنی یہ ہوا کہ اے مشرکو! جن کی تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا عبادت کرتے ہو بلاؤ اُن اُمور میں جو تمہیں درپیش ہوتے ہیں یعنی نفع کے حصول اور ضرر کے دفع کرنے میں جو تمہیں جواب دیں گے اگر تمہارا دعویٰ صحیح ہو۔ اس کے جواب میں فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ایسوں کو ایسا جواب دینا چاہئے اور یہ بھی ہے کہ مخالف کے مقابلہ میں مکابرہ قابل قبول نہیں۔ اسی لئے ان کے حال کا جملہ مستانفہ کے طور پر بیان فرمایا''۔

تفسیر ابنِ کثیر:

(قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیْ مِنَ الْاٰلِھَۃِ الَّتِیْ عَبَدْتُّ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ [۴۸]

''وہ معبود جن کی تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا عبادت کرتے ہو''۔

---

[۴۶] روح البیان جلد ۷ ص ۲۸۹۔ [۴۷] روح البیان جلد ص ۲۸۹۔ [۴۸] ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۵۷۔

تفسیر احسن البیان:

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ''کہہ دیجئے! کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا جن جن کا تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے سب کو پکارلو۔ زَعَمْتُمُوْھُمْ آلِھَۃً ''یعنی جن جن کو تم معبود گمان کرتے ہو''۔ [۴۹]

تفسیر بحر المحیط:

(قُلْ) یَا مُحَمَّدُ لِلْمُشْرِکِیْنَ ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مشرکین سے فرمادیں'' (اُدْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) وَھُمْ مَعْبُوْدَاتُھِمْ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ وَالْاَصْنَامِ [۵۰] ''اور وہ اُن کے معبود ہیں فرشتوں اور بتوں میں''

محولہ بالا تفاسیر میں سے کسی میں بھی بزرگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ جھوٹے معبودوں کی نفی ہے جنہیں مشرکین وکفارِ مکہ مکرمہ پوجتے تھے۔ اس آیت مبارک کا اطلاق کسی بھی صورت میں انبیاء کرام علیہم السلام' اولیاء اللہ عظام اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا۔ یہ تو مقبولانِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔

۴۔ ''اے محمد! جمیع اقسام کے مشرکین سے کہہ دو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جن لوگوں کو تم اپنے زعم میں اُلوہیت والا سمجھتے ہو اُن کو پکارو، کسی میں الوہیت کا نام بھی نہیں''۔ [۵۱]

۵۔ ''اب ذرا ان بناوٹی معبودوں کو پکار کر دیکھو''۔ [۵۲]

۸۔ قُلْ یَا مُحَمَّدُ لِکُفَّارِ مَکَّۃَ ۔ [۵۳]

۹۔ اَیْ قُلْ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ لِھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ اُدْعُوْا ھٰؤُلَاءِ

---

[۴۹] تفسیر احسن البیان ص ۱۰۱۲ چھاپ سعودی عرب۔ [۵۰] تفسیر بحر المحیط جلد ۷ ص ۲۶۴۔
[۵۱] مواہب الرحمان جلد ۷ ص ۵۶۳۔ [۵۲] تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۱۹۹' حاشیہ نمبر ۱۹۹۔
[۵۳] صاوی علی الجلالین ج ۳ ص ۳۲۷۔

الْاَصْنَام ۵۴

''اے رسول (صلی اللہ علیک وسلم) مشرکین سے فرمائیں بتوں کو پکارو''۔

علاوہ ازیں دیکھئے:

۱۰۔ تفسیر ابی سعود جلد۴ جز۷ ص ۱۳۱۔

۱۱۔ تفسیر مظہری جلد۸ ص ۲۵۔

۱۲۔ الکشاف جلد۳ ص ۲۷۸۔

۱۳۔ تفسیر ابن جوزیہ جلد۶ ص ۴۵۱۔

۱۴۔ روح المعانی جز۲۲ ص ۱۲۵۔

۱۵۔ تفسیر کبیر جز۲۵ ص ۲۵۴۔

(یہ آیت بنی ملیح کفار کے خلاف نازل ہوئی ہے۔ جو جنات کی پوجا کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ وہ ملائکہ ہیں۔)

۶۱۔ کشف الاسرار جلد۸ ص ۱۳۰۔

۱۷۔ تفسیر المنتخب ص ۶۳۸۔

مذکورہ بالا تفاسیر میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کفار ومشرکین کو فرما دیجئے کہ تم جن معبودانِ باطل یعنی بتوں کی ''اِلٰـہ'' سمجھ کر پوجا کرتے ہو یہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں۔

''مفکر'' نے جو ترجمہ اور تفسیر پیش کی ہے وہ صریحاً معنوی تحریفِ قرآنِ حکیم ہے۔

اپنی جھوٹ تفسیر کو سچ ثابت کرنے کے لئے پھر سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۱۳

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○

کے من گھڑت ترجمہ اور تفسیر کا سہارا لینے کی ناپاک جسارت کی ہے یعنی ارشادِ خداوندی ہے کہ ''جن لوگوں کو تم حاجت روا، مشکل کشا اور کارساز مانتے اور سمجھتے

۵۴ تفسیر المراغی جلد۸ جز۲۲ ص ۷۷۔

ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی جھلی بنانے کا بھی اختیار نہیں رکھتے تو پھر علی ہجویری جیسے بزرگ ''داتا'' کیسے ہو سکتے ہیں۔'' (من وعن)

حالانکہ اس آیتِ مبارک سے لکڑی وپتھر کے بت مراد ہیں۔ جن کو مشرکین اِلٰہِ حقیقی کا شریک جان کر پرستش کرتے تھے۔

دیکھئے بحر المحیط جلد۷ ص ۳۰۵۔ ۲۔ ابن جریر جز ۲۲ ص ۷۳، صاوی علی الجلالین جلد۳ ص ۳۵۷، النسفی جلد۳ ص ۳۳۷، المراغی جلد۸ جز۲۲ ص ۱۱۶، ابی سعود جلد۴ جز۷ ص ۱۴۸، القرطبی جز۱۴ جلد۷ ص ۳۳۶، مظہری جلد۸ ص ۵۰، الکشاف جلد۳ ص ۳۰۴، روح البیان جلد۷ جلد۲۲ ص ۳۳۲، روح المعانی جز۲۲ ص ۱۶۸، کبیر جز۲۶ ص ۱۲، کشف الاسرار جلد۸ ص ۱۷۴ (الاصنام) المنتخب ص ۲۴۶۔ ابن عباس ص ۲۷۰، جلالین ص ۲۹۰ شیخ سعدی شیرازی صاحب، حسینی جلد۲ ص ۲۲۱، شاہ ولی اللہ صاحب، امام احمد رضا خان صاحب، عثمانی (جنہیں تم خدا قرار دے کر پکارتے ہو)، تفہیم القرآن جلد۴ ص ۲۲۶ (مشرکین کے معبود کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں)، ابن کثیر جلد۳ ص ۲۷۰۔

شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، اشرف علی تھانوی، فتح محمد جالندھری، محمود الحسن، احمد علی لاہوری، ڈپٹی نذیر احمد، عبدالماجد دریابادی، صلاح الدین یوسف اور مودودی صاحبان ایسے لوگ اس آیتِ مبارک کا ترجمہ اس طرح کرتے کہ ''جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک نہیں'' لکھتے ہیں کہ ''اس سے مراد انبیاء وصالحین ہیں۔'' ان لوگوں سے اگر کوئی پوچھے کہ اے بندگانِ نفس یہ بتاؤ کیا یہ آیت مبارک اُن پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوئی جو اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کی شان رکھتے ہیں۔ ''یقیناً ہم نے آپ ﷺ کو (حوض) کوثر اور (بہت کچھ) دیا ہے۔''

''کوثر'' کثرت سے ہے۔ اس کے متعدد معنی بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے احادیثِ مبارکہ میں اس کا مصداق حوضِ کوثر بتلا دیا گیا ہے جس سے اہلِ ایمان

جنت میں جانے سے قبل نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دستِ مبارک سے پانی پئیں گے۔ اِسی طرح دنیا کی فتوحات اور آپ ﷺ کا رفع ودوام ذکر اور آخرت کا اجروثواب سب ہی چیزیں "خیر کثیر" میں آجاتی ہیں (ابنِ کثیر)۔ بت قیامت کے دن کسی کے کام نہیں آئیں تو کیا اولیاء علماء اور انبیاء کرام علیہم السلام بھی کسی کے کام نہیں آئیں گے۔ اگر انصاف کے معنی سمجھ میں آتے ہیں تو غور کریں۔

(۲) قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ ۵۵ "(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ (ﷺ) فرمادیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کرسکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔ (تفسیر احسن البیان) اور وہ جنہیں کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ اُن میں زیادہ کون مقرب ہے اُس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ بے شک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے"

آیتِ مبارک میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد فرشتوں اور بزرگوں کی وہ تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (احسن البیان سعودی عرب) اِس آیتِ مبارک کی تفسیر میں صحیح بخاری میں ہے كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْاِنْسِ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰٓؤُلَآءِ بِدِيْنِهِمْ ۵۶ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) اِس آیتِ مبارک کی شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پوجا کرتے تھے پھر ایسا ہوا کہ وہ جن مسلمان ہوگئے اور یہ مشرک انہی کی پرستش کرتے رہے شرک پر قائم رہے۔"

۵۵ بنی اسرائیل: ۵۷-۵۶ ۵۶ بخاری جلد ۲ ص ۶۸۵، مسلم جلد ۲ ص ۴۲۳، ابن عباس ص ۱۷۹، روح البیان جلد ۵ ص ۱۷۴، مظہری جلد ۵ ص ۴۵۰، ابن جریر جلد ۱۵ ص ۱۰۴، مدارک جلد ۲ ص ۷۱۸۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ اِس کی وضاحت میں لکھتے ہیں "وہ لوگ جو جنوں کی عبادت کرتے تھے بدستور جنوں کی عبادت پر قائم رہے جب کہ جن یہ بات پسند نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ اُنہوں نے اِسلام قبول کرلیا تھا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں وسیلہ تلاش کرنے والے ہوگئے تھے۔ (فتح الباری جلد ۸ ص ۵۰۸-۵۰۷، احسن البیان چھاپہ سعودی عرب) اِس آیتِ مبارک میں جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر نازل ہوئی اور صحیح بخاری کی تشریح کے باوجود بعض لوگ بضد ہیں کہ اِس آیتِ مبارک میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیاء وصالحین رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں۔

قابلِ غور بات ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ کی پوجا کی تو اِس میں نبی اللہ علیہ السلام اور ولی اللہ کا کیا قصور ہے؟ کیا اُنہوں نے کہا تھا کہ ہمیں معبود بنالو؟ کیا اُن کی تعلیمات میں ایسی بات تھی؟ یقیناً جواب نفی میں ہے تو جن لوگوں نے جنوں، فرشتوں، انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کی تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجا کی۔ تو یہ غلطی لوگوں کی ہے اِس کی سزا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے پیاروں کو تو نہیں ملے گی۔ تصویریں اور مجسمے بنا کر پوجنے والوں کو فرمادیا گیا ہے: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۝ (الانبیآء: ۹۸) "تم اور جن کی تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا پوجا کرتے ہو وہ سب جہنم میں جائیں گے" یعنی پجاری اور تصویریں اور مجسمے نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا انسانیت اِسی میں ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے اور انہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہہ کر اپنی آخرت تباہ نہ کی جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِس دُعا کو حفظ کرلینا چاہیے تاکہ یہ خطرہ ٹل جائے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دُعا فرمائی اور سکھائی دُعا یہ ہے:

اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ

یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ ۵۷" میں تجھ سے تیری محبت اور جو تجھ سے محبت کریں اُن کی محبت اور اُس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے مانگتا ہوں" کیا مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے محبت کرنی چاہیے؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی محبت سکھاتے ہیں؟ "اَفَلَا تَعْقِلُوْن"

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے تمام معبودانِ باطل اور بت وغیرہ مراد ہیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

قرآنِ مجید میں مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے کلمات مختلف سورتوں میں ۲۷ بار دیکھے جاسکتے ہیں جب کہ دو مقامات یعنی سورۃ الزخرف آیت نمبر ۴۵ سورۃ الملک آیت نمبر ۲۰ میں مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ کے کلمات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ کل ۹۲ مرتبہ "دون" کا لفظ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ علاوہ ازیں "مِنْ دُوْنِکَ" ۲ بار "مِنْ دُوْنِکُمْ" ۱ بار "مِنْ دُوْنِنَا" ۱ بار "مِنْ دُوْنِہٖ" ۳۸ مرتبہ، "مِنْ دُوْنِھَا" ۱ دفعہ، مِنْ دُوْنِھِمْ ۴ بار دُوْنِھِمَا ۲ بار اور مِنْ دُوْنِیْ ۳ بار ارشاد ہوا ہے یعنی دُوْن کا لفظ مختلف انداز میں ۱۴۴ بار قرآنِ مجید میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

عربی میں غیر، سوا، اِلَّا اور دُوْن تقریباً ہم معنی ہیں۔

دُوْنِ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) فوق (اوپر) کے برخلاف۔ نیچے کے معنوں میں جیسے ھُوَ دُوْنَہٗ۔ (۲) کبھی "قریب" کے معنوں میں۔ زَیْدٌ دُوْنَکَ۔ زید تجھ سے (مرتبہ وغیرہ میں) قریب ہے (۳) سامنے کے معنوں میں۔ مَشٰی دُوْنَہٗ۔ وہ اُس کے آگے چلا۔ (۴) پرے کے معنوں میں۔ ھُوَ اَمِیْرٌ عَلٰی دُوْنِ مَکَّۃَ۔ وہ مکہ سے پرے کے علاقہ کا امیر ہے۔ (۵) علاوہ کے معنوں میں وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ ۵۸ "وہ اس کے علاوہ اور بھی کام کرتے ہیں"۔

۵۷ مشکوٰۃ ۲۲۷ ترمذی حدیث نمبر ۳۴۳۵ درمنثور جلد ۷ ص ۱۴۰۳ ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۰۔ ۵۸ الانبیاء: ۸۲۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط ۔۔۔۔ ۵۹ "اے ایمان والو مومنوں کے علاوہ کافروں کو دوست نہ بناؤ"۔

صاحب "لطائف اللغۃ" نے کہا ہے یہ لفظ "اضداد" میں سے ہے اور اس کے معنی پیچھے اور آگے، نیچے اور اوپر سب آتے ہیں۔

"شیءٌ دُوْنٌ" ذلیل چیز کو کہتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس شریف اور اچھی چیز کو بھی کہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں چند آیاتِ مبارکہ ان معنوں میں بیان ہیں:۔

۔۔۔۔ مِنْھُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْھُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ ز ۔۔۔۔ ۶۰

"بعض اُن میں سے نیک ہیں اور بعض اور طرح کے یعنی بُرے"

۔۔۔۔ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ ط ۔۔۔۔ ۶۱

"اور ہم میں سے بعض تو نیکوکار ہیں اور بعض اس کے برعکس یعنی کم تر درجہ کے۔"

علاوہ یا پہلے کے معنوں میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔

وَلَنُذِیْقَنَّھُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ ۔۔۔۔ ۶۲

"اور ہم انہیں عذاب اکبر کے علاوہ یا اس سے پہلے عذاب ادنیٰ کا مزہ بھی چکھائیں گے۔"

حضرت امام راغب علیہ الرحمہ نے "المفردات القرآن" میں کہا ہے کہ کسی چیز تک پہنچنے سے قاصر رہ جانے کے لئے دُوْن بولا جاتا ہے

دُوْنَ اُس کٹے ہوئے غیر کو کہتے ہیں جس کا تعلق نہ ہو، دُوْن کے معنی قطع، کٹ جانا کے بھی ہیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا اطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے دوستوں پر نہیں ہوتا بلکہ اُس کے دشمنوں پر ہوتا ہے اولیاء اللہ اور اولیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا یہی فرق ہے۔ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم سے کٹ کر کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم سے واصل ہو کر آنکھ جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت

۵۹ النساء: ۱۴۴۔ ۶۰ الاعراف: ۱۶۸۔ ۶۱ الجن: ۱۱۔ ۶۲ السجدہ: ۲۱۔

ملکِ سبا سے لاسکتا ہے۔

مشرکین مکہ اور موجودہ دَور کے بت پرست' اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا یا علاوہ یا مقابل جن لکڑی' پتھر' مٹی اور لوہے کے بنے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور کرتے ہیں اُن سے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرماتا ہے:۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَایَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝ ٦٣ ''اس لئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) حق ہے اور اُس کے سوا جسے پوجتے ہیں' باطل ہے۔ اس لئے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) ہی بلندی اور بڑائی والا ہے۔''

جھوٹے معبود' باطل ہیں۔ سچا معبود' باطل نہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی باطل نہیں۔ اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ ٦٤ ''رسول اللہ (ﷺ) سچے ہیں''۔ ایک مقام پر فرمایا: لَقَدْ جَآءَکَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ.... ٦٥ ''بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے حق آیا''۔ (یعنی رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ)۔ پھر فرمایا: یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمُ الْحَقُّ ٦٦ ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا'' یعنی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ۔

محولہ بالا سورۃ الحج کی آیت مبارک نمبر ٦٢ کا انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں' وہ سب حق ہیں۔ لوگ فرشتوں یا حضرت عزیر علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا بزرگوں کے بت بنا کر اُن کی پوجا کرتے تھے یا کرتے ہیں۔ اس پوجا سے اُن بزرگوں کو باطل نہ کہا جائے گا۔ اُن کا ہر فعل حق ہے۔ مشرکین کا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کی عبادت کرنا باطل ہے۔ اہل کتاب نبیوں علیہم السلام کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اُن کے مجسموں' تصویروں اور صلیب

---

٦٣ الحج: ٦٢ تفسیر ابن عباس ص ٢٠٦' روح البیان جلد ٦ ص ٥٥' تفسیر حسینی جلد ٢ ص ٥٧' امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ٦٤ آل عمران ٨٦۔ ٦٥ یونس: ٩٣۔ ٦٦ یونس ١٠٨۔

کی پوجا کرتے ہیں اور یہ چیزیں اور عمل باطل ہیں۔ اس لئے رب کائنات سبحانہ وتعالیٰ نے بت پرستوں اور مشرکین کو فرمایا ہے:

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَھَا وٰرِدُوْنَ ۝ ٦٧ ''بے شک تم اور جو کچھ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا تم پوجتے ہو' سب جہنم کے ایندھن ہیں تمہیں اس میں جانا ہے۔'' یہاں ''ما'' سے مراد غیر ذی عقول ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مراد نہیں ہیں۔ وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے بلکہ وہ چیزیں جنہیں لوگ پوجتے ہیں مثلاً پتھر' درخت وغیرہ' یہ چیزیں دوزخ میں عذاب پانے کے لئے نہیں جائیں گی بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے کے لئے جائیں گی کیونکہ قصور تو مشرکین کا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی والدہ کے بت بنا کر لوگ اُن کی پوجا کرتے تھے یا تصوراتی طور پر انہیں معبود سمجھ کر پوجتے تھے تو اس میں حضرت عیسیٰ یا بی بی مریم علیہما السلام کا کوئی قصور یا دخل نہیں۔

اس کی وضاحت رب کریم نے سورۃ المائدۃ میں بیان فرمادی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحٰنَکَ مَایَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ق بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط ٦٨

''اور جب اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) فرمائے گا' اے عیسیٰ (علیہ السلام) حضرت بی بی مریم (رضی اللہ عنہا) کے بیٹے کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنالو (معبود بنالو) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) عرض کریں گے' پاکی ہے تجھے' مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا۔''

ایک اور شخص جس کا نام ہے نور الحسن بخاری ملتانی قدیر آبادی' اُس نے محولہ بالا آیت مبارک اپنی ناقص کتاب ''توحید وشرک کی حقیقت'' کے صفحہ نمبر ١٢٦ پر لکھ کر

---

٦٧ الانبیاء: ٩٨۔ ٦٨ المائدۃ: ١١٦۔

ذہنی پستی کی تراش خراش سے لکھا ہے:۔ ''دیکھئے! حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما اسلام پر مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا اطلاق فرمایا گیا ہے۔''

یہ کیسی بے خبری اور بے علمی کا شاہکار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ملتانی صاحب نے ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' ٹھہرادیا۔ یہ تو ایک سوال ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا' اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ تجھے اور تمہاری والدہ کو میرے سوا معبود بنالیا جائے تو وہ جواب دیں گے: اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط....

''اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو ضرور تجھے معلوم ہوگا''

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے جواباً یہ نہیں فرمایا: تم تو ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' ہوگئے ہو۔ میرے دشمن ہو، میرے مخالف ہو' اب میں تجھے اور تیری ماں کی عبادت کرنے والوں سب کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔

دیکھئے! اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم انہیں اپنی قدرت کی نشانی بناتا ہے ملتانی صاحب مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ٹھہراتے ہیں۔ نہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے انہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فرمایا نہ ہی انہوں نے فرمایا کہ میں ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' ہوں' اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم انہیں رَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ فرماتا ہے اور وہ خود بھی بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں:.. اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ.. (الصف:۶)

حسین علی واں بھچروی اور غلام اللہ خان ان دونوں صاحبان نے اس آیتِ مبارک کے ترجمے کو بگاڑتے ہوئے معبود کی بجائے لکھا ہے: ''کیا تم نے ان کو تعلیم دی تھی کہ تجھے اور تیری والدہ کو خدا کے سوا معبود اور کارساز بنالینا اور حاجات میں پکارنا'' کتنی بے خوفی کی بات ہے کہ فرمانِ الٰہی کی من گھڑت تفسیر بیان کردی جبکہ قرآنِ مجید میں حرف اِلٰهَيْنِ کا لفظ ہے' کارساز اور حاجات میں پکارنا بیان نہیں ہے۔ نعوذ باللہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ملتانی صاحب نے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا لیبل لگا دیا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ

يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝۷۹

''کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اُسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کو چھوڑ کر (یا اللہ عز وجل کے سوا) میرے بندے ہوجاؤ۔ لیکن وہ کہے گا کہ تم اللہ والے ہوجاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے تم درس دیتے ہو''

ملتانی صاحب لکھتے ہیں اس آیت میں تمام حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام سے متعلق ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' فرمایا گیا ہے۔

دیکھئے! کیسی بے خبری ہے انبیاء کرام علیہم السلام تو فرمارہے ہیں ''اللہ والے ہوجاؤ'' اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے یہ فرمایا ہے ''کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ وہ کہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کو چھوڑ کر مجھے معبود بنالو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم بھی فرمارہا ہے کہ وہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام خود فرمارہے ہیں ''اللہ والے ہوجاؤ'' تو یہاں سے کیسے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' ہیں؟ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے دشمن ہوتے ہیں' انبیاء کرام علیہم السلام تو ''اللہ والے ہیں'' مَامُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

پھر بے خبر ملتانی صاحب نے تفسیر روح المعانی' تفسیر کبیر' اور مدارک وغیرہ سے اس آیت مبارک کی شانِ نزول میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی عظمت وشان وعلو مرتبت کے پیش نظر آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا وَلٰكِنْ اَكْرِمُوْا نَبِيَّكُمْ وَ اعْرِفُوا الْحَقَّ لِاَهْلِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِىْ اَنْ يُّسْجَدَ لِاَحَدٍ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَنَزَلَتْ ۝ ۸۰

''ہرگز نہیں البتہ اپنے نبی ﷺ کی تکریم کرو اور ہر صاحب حق کا حق پہچانو۔ اللہ

---

۷۹ آل عمران:۷۹۔ ۸۰ روح المعانی جلد۲ص ۱۹۹ (طبع جدید)' تفسیر کبیر جلد۲ جز۷ ص ۱۲۲' مدارک جلد۱ص ۱۸۵' درمنثور جلد۲ص ۲۵۰ (طبع جدید)۔

(تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُسے سجدہ کیا جائے اس پر یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی"۔

یہ تو مسئلہ سمجھانے کے لئے بات فرمائی کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا) کسی کو یہ حق نہیں کہ اُسے سجدہ کیا جائے۔ یہ تو لغوی معنوں میں بات فرمائی گئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کوئی سجدہ کے لائق نہیں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ" ہوں۔ آپ ﷺ تو فرماتے ہیں: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ، اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ کیسی علم دانی ہے کہ بات سمجھ میں نہیں آرہی۔ آپ ﷺ نے تو فقط یہ فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں لیکن لکھ دیا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

ولی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کون؟

وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ۝ [۱] "اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح خسارے میں پڑا"۔

اس آیتِ مبارک نے بتایا ہے ولی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ (البقرہ:۱۰۷، التوبہ:۱۱۶) "اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں"۔

ان جیسی تمام آیاتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے مقابلے میں مدد کرنا مراد ہے کہ رب تو مدد نہ کرنا چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد کردیں یہ ناممکن ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے محبت:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ

[۱] النسآء:۱۱۹۔

کَحُبِّ اللّٰہِ ؕ [۲] "اور جو لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ (ﷻ) کی طرح محبوب رکھتے ہیں"۔

محبت کی بہت سی قسمیں ہیں سب سے قوی الوہیت اور بندگی والی محبت ہے نبی اللہ ﷺ سے نبوت کی محبت ہے۔ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ولایت کی محبت ہے۔ باپ سے ابویت کی محبت ہے۔ یہ سب محبتیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی محبت کے تابع ہیں۔

اَنْدَادٌ = نِدٌّ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مثل، یہاں مضاف الیہ پوشیدہ ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی مثل یا اُن میں بعض، بعض کی مثل۔ اس مثل سے یا تو بت مراد ہیں یا کفار کے سردار یعنی یہ کفار غیر خدا کو اِلٰـہ کی مثل بنا بیٹھے یا اُنہوں نے چاند، سورج، درخت، جانور اور انسانوں کو یکساں اِلٰـہ مانا اور اُن کی عبادت کی۔ مشرکین، فرشتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی لڑکیاں کہتے تھے اور اپنے بتوں کو اللہ کا بندہ مان کر اُس کا ساجھی اور شریک ٹھہراتے تھے۔ اُن کا فاسد عقیدہ تھا کہ اکیلا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اتنا بڑا جہان نہیں سنبھال سکتا۔ ہمارے بت خدائی چلاتے ہیں، اُس کا ہاتھ بٹا رہے ہیں اس لئے اُنہیں شریک اور اِلٰـہ کہتے تھے، لہٰذا انداد اور اولیاء اللہ میں بڑا فرق ہے۔

قرب کا وسیلہ بت یا اولیاء اللہ؟

مشرکین کا عقیدہ:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ؕ ..... [۳]

(۱) "ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں" (تفہیم القرآن جلد۴ص ۳۵۷)۔

[۲] البقرۃ:۱۶۵۔ [۳] الزمر:۳۔

(۲) ''اور جن لوگوں نے اُس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں۔'' (تفسیر احسن البیان ص ۱۰۷۸ چھاپہ سعودی عرب)۔

تفہیم القرآن میں اس آیت مبارک کی تشریح اس انداز میں کی گئی ہے:

''کفار کہتے تھے اور بالعموم دنیا بھر کے مشرکین یہی کہتے ہیں کہ ہم دوسری ہستیوں کی عبادت اُن کو خالق سمجھتے ہوئے نہیں کرتے، خالق تو ہم اللہ ہی کو مانتے ہیں اور اصل معبود اُسی کو سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کی بارگاہ بہت اُونچی ہے جس تک ہماری رسائی بھلا کیوں ہو سکتی ہے، اس لئے ہم ان بزرگ ہستیوں کو ذریعہ بناتے ہیں تا کہ یہ ہماری دُعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچائیں'' (تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۳۵۷، حاشیہ نمبر ۵)۔

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا: یہ کیسی من گھڑت اور مبہم تشریح کی ہے۔

سورۃ الزمر شریف، مکہ شریف میں ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہوئی جہاں لوگ لات ومنات وعزیٰ اور ہبل کی پوجا کرتے تھے اور اُن کی پوجا کو رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے لیکن تفہیم القرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے ارشاد کو بدل دیا گیا اور بتوں کی بجائے ''بزرگ ہستیوں اور اُن کی دُعاؤں اور التجاؤں کو بیان کر کے دھوکہ دیا ہے'' کتنی بڑی ناانصافی ہے۔

محمد عبدہٗ الفلاح نے وحید الزماں اور شاہ رفیع الدین صاحبان کے ترجمے کے حاشیہ میں ''اشرف الحواشی'' نام سے محولہ بالا آیت کی تفسیر میں حاشیہ نمبر ۱۲ کے میں لکھا ہے:-

''ہمارے زمانے میں بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو موحد مسلمان کہتے ہیں مگر اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں۔ اُن کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اُن کے نام کی نذر و نیاز مانتے ہیں یا دُعا میں اُن کو بطور وسیلہ ذکر کرتے ہیں ان سب باتوں سے غرض اُن کی یہ ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کے ذریعہ انہیں خدا تک رسائی حاصل ہو اور وہ خدا سے اُن کی سفارش کر سکیں۔''

قارئین کرام! بھلا ان حضرات سے کوئی پوچھے مشرکین تو بتوں کی عبادت کرتے تھے کیا مسلمان اولیاء کی عبادت کرتے ہیں؟ یہ تو اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں، یہ موحد مسلمان تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے حکم کی تکمیل کرتے ہیں، یہ نماز پنجگانہ میں ۴۸ بار رب کائنات سے عرض کرتے ہیں: ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝'' ان کلمات کے یہ معنی نہیں کہ کہیں یا اللہ ہمیں اپنے نقش قدم پر چلا بلکہ یہ مطلب ہے ''اے ہمارے معبود برحق ہمیں اپنے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلا تا کہ ہم تیرا قرب حاصل کر سکیں۔

سورۃ توبہ میں خالق کائنات ﷻ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ [۴۷] ''اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

''سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ..... وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ..... اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہے۔''

سچوں کے ساتھ ہونے اور جو اللہ طرف کی جھکے ہوئے ہیں اُن کے نقش قدم چلنے کا کیا مقصد ہے؟ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا قرب حاصل ہو۔ کیا کہیں رب کائنات نے قرآن مجید میں كُونُوا مَعَ الْأَصْنَامِ یا وَاتَّبِعْ لَاتَ وَمَنَاتَ فرمایا ہے؟ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے ہمیں اپنے پیاروں کی پیروی واطاعت اور نقش قدم پر چلنے کا حکم فرمایا ہے تا کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا قرب حاصل ہو سکے تو مسلمان اس لئے اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں تا کہ اُن کی محبت سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم راضی ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہمیں اپنی محبت اور قرب عطا فرمائے۔ جو اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُن سے محبت فرماتا ہے ایسے لوگوں سے فرشتے

---

[۴۷] التوبہ: ۱۱۹۔

کہتے ہیں:۔ بَاَنَّ اللّٰہُ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم تجھ سے محبت فرماتا ہے جیسے تو نے اُس سے محبت کی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس شخص کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ جو کسی قوم سے محبت کرے اور اُن سے ملا نہ ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۵؎ ''انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا''۔

موحد مسلمان اولیاء اللہ سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ مقرب بارگاہِ الٰہی ہوتے ہیں' اُن کا ساتھ قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے' اُن کو پانی پلانا اور وضو کروانا بھی کل قیامت کے دن شفاعت کا ذریعہ ہوگا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے دوست ہیں' بت نہیں ہیں' بت کی دوستی حرام ہے۔ ولی اللہ سے دوستی حکمِ الٰہی ہے:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یُصَفُّ اَھْلُ النَّارِ فَیَمُرُّ بِھِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ ۶؎ ''دوزخی لوگ صف بستہ کھڑے ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک جنتی اُن کے پاس سے گزرے گا تو اُن میں سے ایک دوزخی کہے گا' اے فلاں! کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور کوئی دوسرا دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اُن کی شفاعت کرے گا پھر اُسے جنت میں داخل کرے گا۔''

۵؎ مسند احمد جلد۳ص ۲۷۲' الترغیب والترہیب جلد۳ص ۳۶۳' مرآۃ جلد۶ص ۵۸۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۷۔ ۶؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰' الترغیب والترہیب جلد۲ص ۷۰' قرطبی جلد۲ جز ۳' حدیث نمبر ۲۷۵' شرح السنۃ جلد۷ص ۵۲۰۔

اللہ والوں سے دوستی حکمِ الٰہی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ ۷؎ ''اے ایمان والو! تمہارا دوست' خود اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اُس کے (پیارے) رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) اور ایمان والے ہیں' جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں اور جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) اور ایمان والوں سے دوستی کرے تو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) ہی کا گروہ غالب ہے۔''

''حزب اللہ'' وہی ہے جس کا تعلق اللہ جل جلالہٗ' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اور مومنین سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم' نبی اللہ ﷺ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن کام آئیں گے' بت کسی کے کام نہیں آئیں گے۔

جو لوگ بتوں اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو ایک ساتھ ملا کر بات کرتے ہیں اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شفاعت کے منکر ہیں کیا وہ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں غور نہیں کرتے کہ بت اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں کیا فرق ہے؟

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَآءُ ۸؎ ''قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی' انبیا کرام (علیہم السلام) علماء کرام (انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث یعنی اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ) اور شہدا''

۷؎ المائدہ: ۵۵'۵۶۔ ۸؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۷۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۱۱' مرآۃ جلد۷ص ۳۷۵' قرطبی جلد۹ جز ۱۷ حدیث نمبر ۳۰۰۔

مزید اپنی شقاوت کے اظہار کے لئے ص ۲۲ پر من گھڑت تفسیر کرتے ہوئے

تحریر کیا ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف آیت ۵)	یعنی کون بڑا گمراہ ہے اُس شخص سے جو پکارتا اور دُعا کرتا ہے اللہ کے سوا اُن مُردوں سے جو اس کی دُعا کو قبول نہیں کر سکتے قیامت تک بلکہ وہ مردہ ان لوگوں کی دعاؤں سے بے خبر ہیں۔

اس فرمان میں جو لوگ مُردوں سے دعائیں کرتے ہیں اُن کو سب سے بڑا گمراہ قرار دیا ہے اور یہ یاد رکھنا کہ یہاں جن لوگوں سے حاجتیں مانگی جاتی ہیں، ان کے لئے ایسے الفاظ ذکر ہیں جو ذی عقل انسانوں کیلئے مخصوص ہیں۔ یہ بُت نہیں کیونکہ بُت تو پتھر کے ہوتے ہیں، وہ ذی عقل نہیں ہوتے اور مُردہ بزرگ ذی عقل ہوتے ہیں، اس لیے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان مُردوں سے حاجتیں طلب کرتے ہیں، ان سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے؟

اس آیتِ مبارک میں بھی بت ہی مراد ہیں جنہیں لوگ اپنا معبود ٹھہراتے تھے جبکہ کوئی مسلمان کسی نبی علیہ السلام اور ولی علیہ الرحمہ کی نہ تو پوجا کرتا ہے اور نہ ہی معبود مانتا ہے۔

بلاشک وشبہ آیتِ مبارک میں لکڑی اور پتھر کے بتوں، جھوٹے معبودوں کے پوجنے والوں کا ذکر ہے۔ درج ذیل تفاسیر کو ملاحظہ فرمائیں:-

بحر المحیط جلد ۸ ص ۵۴، الکشاف جلد ۳ ص ۵۱۵، فتح القدیر جلد ۵ ص ۱۴، صاوی علی الجلالین جلد ۴ ص ۶۴، النسفی جلد ۴ ص ۱۴۰، المراغی جلد ۹ جز ۲۶ ص ۷ (ای لا اضل ممن یعبد من دون اللہ اصناماً و یتخذهم الهة) ابی سعود جلد ۴ جز ۸ ص ۷۸، القرطبی جلد ۸ جز ۱۷ ص ۱۸۳، مظہری جلد ۸ ص ۳۹۴، روح البیان جلد ۸ جز ۲۶ ص ۴۶۴، تفسیر ابن جوزیہ جلد ۷ ص ۳۷۰ (یعنی الاصنام) روح المعانی جز ۲۶ ص ۲ (مشرکین سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو بتوں کو اللہ سمجھ کر پکارتے تھے) تفسیر کبیر جلد ۲۸ ص ۵-۱۴، ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۳۷۔

''اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے سوا بتوں کو پکارے اور اُن سے وہ طلب کرے جن کی وہ طاقت ہی نہیں رکھتے بلکہ وہ اس بے خبر ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ وہ کسی چیز کو لے دے سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ پتھر ہیں۔ جمادات ہیں اور بہرہ ہیں''۔ مواہب الرحمٰن ۸ ص ۸۶۵۲ (یعنی جن مورتیوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں اور اپنا دیوتا بناتے ہیں وہ تو اس قابل ہی نہیں کہ اُن کی پکار کو سن سکیں کیونکہ وہ محض بے جان جمادات ہیں۔)

داتا کون؟ کے مصنف نے مسلمانوں کو کافر و مشرک ثابت کرنے کے لئے صفحہ نمبر ۲۳ پر سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۱ لکھی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپؐ دنیا کے سامنے یہ اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو داتا اور مشکل کُشا نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا (سورۃ الانعام آیت ۷۱)	یعنی آپ کہدیں کہ کیا ہم دُعا کریں اللہ کو چھوڑ کر اُن سے جو نہ ہم کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کو ضرر پہنچا سکتے ہیں۔

یہ لکھ کر تشریح کی ہے ''یہ اعلان اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اس لئے کرایا تا کہ مسلمان قیامت تک اپنے پیغمبر کے اس اعلان کو یاد رکھیں کہ کوئی بزرگ نہ کسی انسان کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی ضرر اور جو نفع و ضرر نہ پہنچا سکے وہ اس قابل نہیں کہ اس سے حاجتیں طلب کی جائیں اور اس کو داتا کہا جائے یا غوث اعظم کہا جائے''۔ (من وعن)

اس آیتِ مبارک کا ترجمہ اور تشریح ''معرف قرآن'' نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی منشاء اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمان کے خلاف کیا ہے کیونکہ منشائے خداوندی نزولِ قرآن کے مطابق تا قیامت یہ ہے کہ

۱۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ سب مسلمانوں کی طرف سے مشرکین سے کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا (تمہاری مرضی کے موافق) ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ (اس عبادت کرنے کی صورت میں) ہم کو نفع دے یعنی نفع پہنچانے پر قادر ہو) اور نہ وہ (اس کی عبادت نہ کرنے کی صورت میں) ہم کو نقصان دے یعنی نقصان پہنچانے پر قادر ہو مراد اس سے الٰہ باطلہ ہیں۔''

(معارف القرآن جلد۳ ص ۳۱۹)

۲۔ ''کہہ دیجئے جملہ مومنین کی طرف سے کہ کیا ہم عبادت کریں غیر خدا سے وہ چیز جو ہم کو نہ نفع دے اپنی عبادت سے اور نہ ہم کو ضرر دے اُس کی عبادت چھوڑنے سے اور یہ چیز بت ہیں۔'' (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد۳ ص ۱۹۶)

۳۔ ''سدی نے کہا مشرکوں نے مسلمانوں کو کہا ہمارے راستے کی پیروی کرو اور دینِ محمد کو چھوڑ دو تو اللہ نے آیتِ مبارک اُتاری کہ کہہ دو کیا خدا چھوڑ کر اُن بتوں کی پرستش کروں جو نہ نفع بخشتے ہیں نہ ضرر'' (ابن کثیر مترجم جلد۲ ص ۷۵)

۴۔ یہ آیتِ مبارک اُس وقت نازل ہوئی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ (جبکہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے) نے اپنے والد محترم سے بتوں کی عبادت کرنے کے لئے کہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا۔ اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرما دیجئے کیا ہم اُن کی عبادت کریں جن کو پوجیں تو نفع نہ دیں اور نہ پوجیں تو نقصان دینے کی قدرت نہ رکھیں؟۔

(ابی سعود جلد۲ جز۳ ص ۱۴۹)

اسی طرح دیگر مندرجہ ذیل مفسرین نے بھی یہی ترجمہ اور تشریح بیان کی ہے:

المینار جلد۷ ص ۵۲۳، القرطبی جلد۴ جز۷ ص ۱۷، مظہری جلد۳ ص ۲۵۳، بحر المحیط جلد۳ ص ۲۵۳، الکشاف جلد۲ ص ۲۷، فتح القدیر جلد۲ ص ۱۳۰، روح البیان جلد۳ جز۷ ص ۵۲، ابن الجوزیہ جلد۳ ص ۶۶، روح المعانی جز۷ ص ۱۶۳، تفسیر کبیر جلد۱۳ ص ۲۹_۱۵، المنتخب ص ۱۸۴، معالم خازن جلد۲ ص ۱۲۱، جلالین جلد۲ ص ۳۲، بحر المحیط جلد۴ ص ۱۵۶، صاوی علی الجلالین جز۲ ص ۲۱ (اَنَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُنَا) بعبادته (وَلَا يَضُرُّنَا) بترکها وَهُوَ الْاَصْنَامُ) المراغی جلد۳ جز۷ ص ۱۶۴، النسفی جلد۲ ص ۱۸، ابن عباس ص ۸۹_۲۳، حسینی جلد۱ ص ۱۷۲، بیضاوی ص ۱۴۳، شیخ سعدی علیہ الرحمہ، امام اہلسنّت وجماعت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ، اشرف علی تھانوی صاحب۔

خدا معلوم ان لوگوں کو ہر وقت، ہر جگہ، ہر طرف، بت ہی بت کیوں نظر آتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں فرق نہیں پہچانتیں؟ ولی کی محبت اللہ جل جلالہ کی محبت، ولی سے دوستی اللہ جل شانہ کی دوستی، ولی اللہ کی زیارت اور ولی کی ہم نشینی حکم خداوندی۔

داتا کون؟ کے مصنف نے صفحہ نمبر ۲۴ پر لکھا ہے کہ

سید المرسلین محبوب رب العالمین سے بڑھ کر انسانوں فرشتوں جنوں میں سے کوئی شخص خدا کا محبوب نہیں سب سے برتر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی یہ اعلان کرا دیا کہ آپ صاف اعلان کر دیں کہ میں کسی کا حاجت روا اور داتا نہیں بلکہ میں تو اپنی ذات کا بھی حاجت روا نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا

یعنی آپ اعلان کر دیں کہ نہیں میرے اختیار میں اپنی ذات کے لئے کوئی نفع اور نہ کوئی ضرر مگر وہی ہوتا ہے

مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۸) | جو اللہ چاہتا ہے۔

اس ارشاد میں یہ اعلان کردیا کہ میں اپنی ذات کیلئے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا جب میں اپنی ذات کیلئے نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر غیر کے لئے کیسے۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:۔

قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ان جیسی آیاتِ مبارکہ میں قُلْ فرما کر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے یہ بتایا ہے کہ یہ بات نہ تو ہم فرمائیں گے اور نہ ہی کسی کو کہنے کی اجازت دیں گے۔ اس کلام کے لئے صرف آپ ﷺ کی زبان مبارک ہی ہے کہ آپ ﷺ تواضع اور انکساری کے طور پر فرمائیں۔ ۹ے

اسی لئے قرآنِ مجید نے خود کہیں نہ فرمایا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مجبور و بے بس ہیں۔ انہیں کچھ طاقت اور اختیار نہیں نہ یہ فرمایا کہ اے مسلمانو! تم یہ کہا کرو۔ بلکہ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا: اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ (الکوثر:۱) ''بے شک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔'' وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ (الضحیٰ:۸) ''اور ہم نے آپ کو حاجت مند پایا پھر غنی کردیا''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے متعلق ربِّ ذوالجلال والاکرام کا ذکر کرتے ہیں:۔ اَنَا رَاَيْتُنِىْ اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِىْ يَدِىْ ۰ ۸ے ''میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لاکر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں''۔

۹ے تفسیر نعیمی جلد ۹ ص ۳۵۲۔ ۸ے بخاری جلد ۲ ص ۱۰۸۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۴۹، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۳۲، درمنثور جلد ۲ ص ۳۵۶، مسند ابو عوانہ جلد ۱ ص ۳۹۵، صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۹۹، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۳۲۸، مرآۃ جلد ۸ ص ۱۱، تیسیر الباری جلد ۹ ص ۳۰۳، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۱۵۲، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۲۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۹، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۷۔

تفسیر ضیاء القرآن:

''سورۃ الاعراف کی آیتِ مبارک نمبر ۱۸۸ میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرمارہے ہیں کہ میں الٰہ نہیں ہوں کیونکہ الٰہ معبود اور خدا وہ ہے جس کی قدرت اور اختیار مستقل ہے' جو چاہے کرسکتا ہے نہ کسی کام سے اُسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ اُسے کسی کام پر مجبور کیا جاسکتا ہے اور مجھ میں یہ اختیارِ کامل اور قدرتِ مستقلہ نہیں پائی جاتی۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے اور میرا سارا اختیار اُسی کا عنایت فرمودہ ہے۔

لَا اَمْلِكُ کے کلمات سے اپنے ذاتی اختیارِ کامل کی نفی فرمائی اور اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ سے اس غلط فہمی کا ازالہ کردیا کہ کوئی نادان یہ نہ سمجھے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو نفع و ضرر کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا: مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اُتنا ہی ہے جتنا میرے ربِّ کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی اندازہ اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ کوئی بناوٹی حد قائم نہیں کی جاسکتی۔

اس آیتِ کریمہ میں غور فرمایئے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ ''اور (اے حبیب ﷺ) آپ (ﷺ) کا رب آپ ﷺ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے''۔ کیا لطف ہے حضور ﷺ نے اپنی ساری توانائیوں اور قوتوں سے برأت کرتے ہوئے ہر بات اپنے خالق و مالک کی مرضی اور مشیت کے سپرد کردی اور اُس بندہ نواز نے اپنی مشیت کو اپنے محبوب بندے (سرورِ انبیاء ﷺ) کی رضا اور خوشنودی پر منحصر فرمادیا۔ بتادیا' اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) کو دینے والا میں ہوں' خود آپ ﷺ کو دوں گا اور اِتنا دوں گا جتنا آپ ﷺ چاہیں گے۔ اب پیارے کریم آقا ﷺ کی وسعتِ کرم و ظرف ملاحظہ فرمایئے جب وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ کا مژدہ پہنچا تو عرض

کیا: اے کریم پروردگار جل وعلا میں تو اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری اُمت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ انصاف کرو' کیا جہنم سے بچالینا دفع ضرر باذن اللہ نہیں؟ کیا جنت میں پہنچا دینا نفع رسائی باذن اللہ نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے۔ (ضیاء القرآن جلد۲ص۱۱۰)

اِختیارِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ

حضرت ربیعہ بن کعب ؓ سے فرمایا: مانگو:

حضرت ربیعہ بن کعب ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں رات کی گھڑیاں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سایۂ رحمت میں گزارتا تھا (یعنی سفر میں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی۔ آستانۂ مبارک میں رات بھر دروازے پر رہتا تھا۔ ایک شب حسبِ معمول تہجد کے وقت وضو (شریف) کے لئے پانی' مسواک اور مصلّی لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا' بعض نسخوں میں اٰتِیہٖ ہے یعنی لایا کرتا تھا (تو ایک رات شانِ کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ مجھے اِنعام دینے کا اِرادہ فرمایا) میں آپ ﷺ کے پاس وضو اور دیگر ضروریات کے لئے پانی لایا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: سَلْ ''مانگ لو''۔ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا: اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ ''میں آپ (ﷺ) سے جنت میں آپ (ﷺ) کی رفاقت مانگتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ ''اِس کے علاوہ اور کچھ'' میں نے عرض کیا: ھُوَ ذٰلِکَ ''بس یہی (کافی ہے)'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ [۸۱] ''پھر زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملہ میں میری مدد کر''۔

[۸۱] مسلم جلد۱ص۱۹۳، مرقاۃ جلد۲ص۵۶۷، مشکوٰۃ ص۸۴، مرآۃ جلد۲ص۸۳، نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۷، جلد۱ص۱۷۱، ابوداؤد جلد۱ص۱۹۴۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: وَیُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْاَمْرَ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰہَ مَکَّنَہٗ مِنَ الْعَطَاءِ کُلَّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ [۸۲] ''رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقاً فرمایا' 'مانگو جو مانگنا ہے''۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ (عزوجل) نے آپ ﷺ کو خزائن سے' جو چاہیں' عطا کرنے پر قادر فرمادیا ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے دُنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ ﷺ کی مِلک اور اِختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو جو چاہیں' جتنا چاہیں (بشرط موافقتِ تقدیر) عطا فرمادیں۔

حضرت علامہ نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: لِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَاشَاءَ ''شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اِختیار ہوتا ہے کہ عام اَحکام سے جس کو چاہے خاص فرمادے''۔

حضرت ابو بردہ ؓ کو عنایت:

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ (شریف) پڑھا اور ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ وَمَنْ نَّسَکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَتِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ''جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اُس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کرلی (تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی''۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ ؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی۔ میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔

[۸۲] مرقاۃ جلد۲ص۵۴۲۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ''یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے''۔ (یعنی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے' (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اُس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا: نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ ۸۳ ''ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں'' (کافی نہ ہوگی)۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی:

مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلیٰ و صحیح ابن خزیمہ اور طبرانی میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن اُسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سیدِ عالم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا جو شخص آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ ﷺ حق کے سوا کیا فرمائیں گے۔ اِتنے میں (حضرت) خزیمہ رضی اللہ عنہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ گفتگو سن کر بولے: اَنَا اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ بَايَعْتَهُ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے''۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اے خزیمہ (رضی اللہ عنہ) تم موجود تو تھے ہی نہیں، تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کیا: بِتَصْدِيْقِکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (وَفِي الثَّانِيْ) صَدَّقْتُکَ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَا تَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا (وَفِي الثَّالِثِ) اَنَا اُصَدِّقُکَ عَلٰی خَبَرِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اُصَدِّقُکَ عَلَی الْاَعْرَابِيِّ (۱) ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں حضور (ﷺ) کی

۸۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱، بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۳۹، کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۴۔

تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں۔ (۲) میں حضور (ﷺ) کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) حق ہی فرمائیں گے۔ (۳) میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور (ﷺ) کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں؟ اِس کے اِنعام میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیشہ اُن کی گواہی دو مردوں کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا: شَهِدَ لَهٗ خُزَيْمَةُ اَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهٗ ۸۴

''خزیمہ جس کسی کے نفع' خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک اُنہیں کی شہادت بس ہے''۔ اِس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے قرآن عظیم کے حکم عام وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِختیار کا ثبوت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالتِ جنابت میں مسجد میں آنے کی اِجازت:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُکَ ۸۵

''اے علی (رضی اللہ عنہ) میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اِس مسجد میں بحالت جنابت داخل ہو''۔ ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے اُس کی عطاء کے بغیر کوئی ایک ذرہ اور ایک قطرہ کا بھی مالک نہیں پھر اس کریم مالک الملک نے مومن اور غیر مومن بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے۔ بندوں کی

۸۴ مصنف عبد الرزاق جلد ۸ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۱۵۵۶۶' ۱۵۵۶۵۔ ۸۵ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۶۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۹۸' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۸۸۵' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۵۴۔

ملکیت عطائی، مجازی اور عارضی ہے جبکہ رب ذوالجلال والاکرام کی ملکیت ذاتی اور حقیقی ہے۔

اللہ ﷻ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ، فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ؟ اِنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَمَا بَیْنَ عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْعَبْدُ، وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ: یَا اَبَابَکْرٍ لَا تَبْکِ.....۵۶

"اللہ (ﷻ) نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے، چاہے دُنیا میں رہے، چاہے اُس کو اختیار کرے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے پاس ہے تو اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ (ﷻ) کے پاس ہے۔ (اس پر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیے۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا اس شیخ (بزرگ) کو کس چیز نے رلایا؟ اگر اللہ (ﷻ) نے اپنے بندے کو دُنیا اور جو اللہ (ﷻ) کے پاس ہے، میں اختیار دیا ہے اور اُس نے وہ اختیار کرلیا ہے جو اُس کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا موقعہ ہے؟) چنانچہ بعد میں معلوم ہوا، اُس بندے سے مراد خود رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہ رو"۔

۵۶ بخاری جلد ۱ ص ۶۶، جلد ۱ ص ۳۲۶، تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۸۱۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۹۰، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۵، مشکوٰۃ ص ۵۳۶۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمْرَضُ اِلَّا خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَکَانَ فِیْ شِکْوَاہُ الَّذِیْ قُبِضَ اَخَذَتْہُ بُحَّۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّہٗ خُیِّرَ ۵۷

"نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی (علیہ السلام) مگر انہیں دُنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیے گئے، تو آپ ﷺ کو سخت خراٹے نے پکڑلیا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "اُن لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین، شہداء اور صالحین، تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا ہے"۔

<u>وضاحت:</u> ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے مگر حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وفات اختیاری ہوتی تھی، اُنہیں رب ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اختیار دیا جاتا تھا کہ چاہیں تو دُنیا ہی میں رہیں، چاہیں تو رب ذوالجلال والاکرام کے پاس آجائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندگی اور وصال اور ہر شعبہ حیات میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں"۔

۵۷ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۹، مشکوٰۃ ص ۵۴۷، درمنثور جلد ۲ ص ۱۸۳، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۲۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۴۳۔

میّت بولتی اور سنتی ہے

میت کے بولنے اور سننے کے بارے میں عوام الناس میں بغیر علم کے گرما گرم بحث ہوتی رہتی ہے۔ عوام الناس کی بہتری کے لئے تحریر ہے کہ علم ہو تو بحث کرنی چاہئے نیز علم والے کو بے علم سے بحث نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُسے حکمت، اخلاق، بھلائی اور خیر خواہی کے نظریے سے سمجھانا چاہئے۔ یہ موضوع کہ کیا میت بولتی بھی ہے اور سنتی بھی ہے؟ سمجھنے اور سمجھانے والا موضوع ہے۔ جس پر شرک و کفر کے فتوے اور قتل و غارت کی ضرورت نہیں بلکہ افہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیں!

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف کی ''کتاب الجنائز'' میں ایک باب باندھا ہے۔ بَابُ قَوْلُ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِی [۱] وحید الزماں صاحب جو غیر مقلدین کے امام ہیں اُنھوں نے اس باب کا ترجمہ کیا ہے ''باب نیک میت کھاٹ پر سے ہی کہتی ہے مجھے آگے لے چلو'' (جلد دفتاو)۔ اسی طرح ''کتاب الجنائز'' میں ایک اور باب باندھا ہے: بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ ''باب: میّت کا کھاٹ پر بات کرنا'' ایک اور باب باندھا ہے: مَحَلُّ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ ''باب: جنازہ مرد اُٹھائیں نہ کہ عورتیں''۔ پہلے باب میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن یوسف کی سند سے دوسرے باب میں قتیبہ بن سعید کی سند سے اور تیسرے باب میں عبدالعزیز بن عبداللہ کی سند سے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیثِ مبارک نقل کی ہے، فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مُردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد اُس کو اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: قَدِّمُوْنِی قَدِّمُوْنِی ''مجھے آگے لے چلو'' ''مجھے آگے لے چلو'' اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے: یَا وَیْلَهَا اَیْنَ یَذْهَبُوْنَ بِهَا ''ہائے خرابی مجھے

---

[۱] بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔

کہاں لئے جاتے ہو''۔ اُس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے صرف ایک انسان ہی نہیں اگر سنے تو بے ہوش ہو جائے''۔ (اگر انسان میت کی آواز سن لیں تو اُس کی ہیبت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مَر جائیں)۔

اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:

''مارے دہشت کے دَم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتا تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا''۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۷ من و عن) اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی شان ہے کہ اہلسنّت و جماعت جن کو لوگ بریلوی کہتے ہیں اُن کا ایمان بالغیب ہے وہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ارشادات پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔

حدیث شریف میں اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ [۲] ہے۔ اس عبارت میں یہ احتمال ہے کہ جنازہ سے مراد ''نفسِ میت اور وضع سے مراد اُس کو چارپائی پر رکھنا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم قادرِ مطلق ہے کہ جب چاہے میت میں نطق (بولنے کی قوت) پیدا کر دے اور وہ قال کی زبان سے بولے (نطق کرے)۔ قَدِّمُوْنِی کا مطلب یہ ہے کہ میرے نیک اعمال کے ثواب کے لئے مجھے آگے لے چلو اور حدیث شریف میں ''یَسْمَعُ'' کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے مجاز نہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم جب چاہے میّت میں بولنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے اور کافر اور منافق یہ جانتا ہے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اُس کا آگے جانا مصائب اور بلیات میں داخل ہونا ہے اس لئے وہ آگے جانے کو بُرا جانتا ہے اور واویلا کرتا ہے اور اُس کا یہ واویلا اگر انسان سن لیں تو اُس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں''۔

محولہ بالا حدیث شریف مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱) مسند احمد جلد ۳ ص ۵۸ (چھاپہ دار الفکر بیروت)

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱ (چھاپہ دار المعرفۃ بیروت)

---

[۲] تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۷ من و عن۔

(۳) شرح السنۃ للبغوی جلد۳ ص۲۳۲ (چھاپ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(۴) نسائی جلد۱ ص۲۷۰ (نور محمد کارخانہ تجارت، کتب خانہ آرام باغ کراچی)

(۵) مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ص۱۴۴ (چھاپ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)

(۶) تفہیم البخاری جلد۲ ص۴۳۶۔

ایسی ہی ایک اور حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ ؓ ہیں۔ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے جب نیک بندہ چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھ کو لے چلو مجھ کو لے چلو اور جب بُرا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے خرابی ہو مجھ کو کہاں لئے جاتے ہو؟'' ۳

یہ حدیث شریف درج ذیل کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱) مسند احمد جلد۲ ص۲۹۲

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۲۱

(۳) کنز العمال حدیث نمبر۴۲۷۴۲ اور

(۴) شرح معانی الآثار جلد۱ ص۳۷۸ (چھاپ تصویر بیروت)۔

محولہ بالا احادیثِ مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ''میت بولتی ہے'' وحید الزماں صاحب نے درست لکھا ہے کہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے۔ اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا، سب مومن ہو جاتے۔ یہ منشائے خداوندی کے خلاف ہے۔ دوزخ اور بہشت دونوں کو آباد کرنا منظور ہے''۔ ۴ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد۲ ص۲۸۳، چھاپ تاج کمپنی لاہور) درست فرمایا، نہ ماننے والوں کے لئے دوزخ کو بھی تو آباد کرنا ہے۔ اب پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیں۔ انہوں نے جنت کو آباد کرنا ہے یا دوزخ کو پسند اپنی اپنی معیار اپنا اپنا۔

---

۳ نسائی جلد۱ ص۲۷۰۔ ۴ تیسیر الباری جلد۲ ص۲۸۳ چھاپ تاج کمپنی لاہور۔

میت پہچانتی ہے:

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا ہے: ''میت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور جو اُسے قبر میں اتارتا ہے'' ۵ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ''جب آدمی مر جائے جو لوگ اُسے غسل دیتے ہیں اور اُس کو اٹھاتے ہیں، تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے''۔ ۵

مُردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

حضرت ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب القبور'' میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے، آپ فرماتی ہیں، رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے''۔ ۶

(۲) حضرت ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے، رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو نہیں پہچانتا مگر اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے''۔ ۸ نیز ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں یہ روایت بھی بیان کی

---

۵ مجمع الزوائد جلد۳ ص۲۱، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۴ جز۸ ص۲۱۰، تفہیم البخاری جلد۲ ص۴۳۷، مسند احمد جلد۳ ص۳، کنز العمال حدیث نمبر۴۲۳۳۴۔ ۶ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۴ جز۸ ص۲۱۰، تفہیم البخاری جلد۷ ص۴۳۷۔ ۷ شرح الصدور ص۱۹۶، کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص۵، ۱۴۔ ۸ شرح الصدور ص۱۹۶، کتاب الروح ص۱۴۔

ہے اور ابن عبداللہ نے ''کتاب الاستذکار'' میں اور ''تمہید'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابن قیم الجوزی نے ''کتاب الروح'' میں لکھا ہے۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' یہ بات رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ سے ثابت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے''۔ ۹

صاحبِ مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم ''کتاب الجنائز'' کے باب ''دفن المیّت'' کی دوسری فصل میں نقل فرمایا ہے' لکھتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے اپنے فرزند سے بحالتِ موت فرمایا: ''جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ' جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر یعنی اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تا کہ تم سے مجھے اُنس ہو اور جان لو کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟''۔ ۱۰

مرنے کے بعد کلام:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ان کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ انہی کو ابن خارجہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''ذکر الصحابہ'' میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زہیر الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ''بدر میں شامل ہوئے اور (حضرت) عثمان ذوالنورین (رضی اللہ عنہ) کی

۹ کتاب الروح ص ۵' ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵ ۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۹' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۷' مسلم جلد ۱ ص ۷۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸' کتاب الروح ص ۱۱۔

خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے مگر قول اوّل صحیح ہے واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں لکھا ہے۔

جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت)
جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۴ (چھاپہ المکتبۃ المتنبی القاہرہ)
جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریہ الرضویہ بالجامعہ البغدادی گلبرگ فیصل آباد)
کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۳ (چھاپہ دار الفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب ''الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام'' ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصہ ''کتاب الجنائز'' میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (ترجمہ: باب مُردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے)

وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۹۵ پر اس باب کے حاشیہ میں لکھا ہے' ابن منیر نے کہا امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ باب اس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے جو اہلحدیث کا مذہب ہے۔ (من وعن)

محولہ بالا عبارت کا آخری حصہ غلط ہے کیونکہ اہلحدیث المعروف وہابی مُردوں کے سننے کے قائل ہی نہیں' شاید وحید الزماں صاحب اکیلے ہی اس بات کو مانتے ہوں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا باب باندھنے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' اُس کو بٹھاتے ہیں' پوچھتے ہیں تو ان صاحب (حضرت) محمد (ﷺ) کے متعلق میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے' دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ لے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اُس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (کمبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا' میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی پیروی کی۔ پھر لوہے کے گرز سے اس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ اُس پاس والی مخلوق' آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے''۔

مذکورہ بالا حدیث پاک مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۱) صحیح بخاری جلد۱ ص ۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث دوسری مرتبہ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ (باب قبر کے عذاب کا بیان) (جلد۱ ص ۱۸۳) میں نقل کی ہے۔ دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۹۶ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور)

(۳) مسند احمد جلد۳ ص ۱۲۶-۲۳۳۔

(۴) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۸۰۔

(۵) نسائی جلد۱ ص ۲۸۸۔

(۶) ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۴۔

(۷) مسلم جلد۲ ص ۳۸۶ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی)

(۸) الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۶۳ (چھاپہ دارالحدیث القاہرہ)

(۹) مشکوٰۃ ص ۲۴ (عربی کتاب)

(۱۰) درمنثور جلد۴ ص ۸۱۔

(۱۱) تفہیم البخاری جلد۲ ص ۳۹۱۔

(۱۲) شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۸۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الجنائز'' کے باب عذاب قبر میں ''سماعِ موتیٰ'' کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اندھے کنویں میں جھانکا (جس میں کفار مکہ کے مقتولین کو پھینکا تھا) فرمایا: تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا' لوگوں نے عرض کیا آپ ﷺ مُردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کچھ اُن سے زیادہ نہیں سنتے' البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے''۔ یہ حدیث شریف مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ لیں۔

(۱) تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۳۔

(۲) بخاری شریف جلد۱ ص ۱۸۳۔

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۰۳۲۰ (چھاپہ داراحیاء التراث العربی)

(۴) مجمع الزوائد جلد۶ ص ۹۱ (چھاپہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۵) البدایہ والنہایہ جلد۳ ص ۲۹۲۔

(۶) نسائی جلد۱ ص ۲۹۳۔

(۷) مسلم جلد۲ص ۳۸۷-

(۸) مسند احمد جلد۱ص ۲۷-

سماع موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم فرمایا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ قاعدہ تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں اُنہی کے مقام میں گزارتے- بدر میں بھی تین دن رہے- تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اونٹنی پر زین کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے، آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے- وہ سمجھے شاید نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی کام کے لئے جا رہے ہیں- خیر چلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے، اُن کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا- فرماتے یا فلاں فلاں کے بیٹے یا فلاں فلاں کے بیٹے: ''اب تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اور اُس کے رسول (ﷺ) کا فرمان مان لیتے- ہم سے تو جس ثواب اور اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پالیا- تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا نہیں؟ [(حضرت) ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے] کہا، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، آپ ﷺ ایسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں جو باتیں کر رہا ہوں تم اُن کو ان سے زیادہ نہیں سنتے- انہی کے برابر سنتے ہو''-

مذکورہ بالا حدیث شریف مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے:

(۱) بخاری کتاب المغازی جلد۲ص ۵۶۶-

(۲) مسند احمد جلد۲ص ۲۷-

(۳) مجمع الزوائد جلد۶ص ۹۶-

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ص ۳۷۹-

(۵) نسائی جلد۱ص ۲۹۳-

محولہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ پر غیر مقلدین کے امام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اُن کے تعصب اور تنگ نظری، انکارِ حدیث پر زجر وتوبیخ کی ہے- موصوف کے تبصرے من وعن پیش کئے جاتے ہیں-

غزوۂ بدر کے مردودوں اور کفار کے مُردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ''اس حدیث سے صاف سماعِ موتیٰ کا ثبوت ہوتا ہے (اہل حدیث اس پر متفق ہیں) اور جب سماعِ موتیٰ ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذابِ قبر کس پر ہوگا''- (تیسیر الباری جلد۲ص ۳۲۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اس تبصرہ کی ہے لیکن یہ جھوٹ ہے کیونکہ اہلحدیث، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اور صحیح بخاری شریف کا انکار کرتے ہوئے سماعِ موتیٰ کا انکار کرتے ہیں-]

(۲) ''مُردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس باب میں وارد ہیں جس کو امام سیوطی نے ''شرح الصدور'' میں نقل کیا ہے- اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جا کر سلام کیوں مشروع ہوتا''- (تیسیر الباری جلد۵ ص ۲۵۰)

(۳) ''مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعاء اہلحدیث ہونے کے سماعِ موتیٰ کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے

ہوتے ہیں، لہذا روح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ ارے یارو! دوسری احادیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اُٹھاتے ہیں تو اگر نیک مُردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور جب مُردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے؟ اگر یہ لوگ امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب "شَرحُ الصُّدُورِ فِی اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْرِ" دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماعِ موتٰی کا انکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تعصب سے بچائے۔" (تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۵ من وعن)

قبر سے سورۂ مُلک کی تلاوت کی آواز:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ خِبَاءَہٗ عَلٰی قَبْرٍ وَھُوَ لَا یَحْسَبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھِیَ الْمَانِعَۃُ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [۱] "ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگا لیا اور انہوں نے خیال نہ کیا کہ یہاں قبر ہے۔ انہوں نے سنا کہ قبر کے اندر کوئی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے۔ جب وہ پوری سورۂ ملک پڑھ چکا تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا یہ مانع ہے، یہ عذاب سے نجات دلانے والی ہے یہ عذابِ قبر کو روکنے والی ہے اور بچانے والی ہے"۔

وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ:۱۱۹)

لطف کی بات یہ ہے کہ یہ فرمان ایمان والوں کے لئے ہے۔ یہودیوں کے

[۱] ترمذی جلد۲ ص ۱۱۷، مشکوٰۃ ص ۱۸۷، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۳۷۷، حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص ۸۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ ص ۱۳۶، شرح الصدور ص ۱۸۳۔

جانشینوں کے لئے نہیں! ولی اللہ سے دوستی عینِ اسلام، بت سے دوستی عینِ حرام، ولی اللہ کے پاس جانے والا پکا مومن، بت کی عبادت کرنے والا پکا بے ایمان، ولی اللہ کا دوست، بت اللہ کا دشمن اور شیطان کا دوست، ولی کو بت کہنے والا منکرِ قرآن حکیم۔ کیا جانتے ہو؟ بت اپنے پوجنے والوں کے ساتھ جہنم میں جلیں گے۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ (الانبیاء:۹۸)

"بے شک تم اور جو کچھ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا تم پوجتے ہو۔ سب جہنم کے ایندھن ہو"۔

اور ولی اپنے پیروکاروں اور محبوں کے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ ارشاد مصطفوی ﷺ ہے۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

"تو قیامت کے دن اُنہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے"۔

تیسیر الباری جلد۵ ص ۳۳، بخاری جلد۱ ص ۵۲۷، جلد۲ ص ۱۰۵۷، فتح الباری جلد۷ ص ۵۲، عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ ص ۱۹۸، مسلم جلد۲ ص ۳۳۲_۳۳۱، مسند احمد جلد۳ ص ۱۶۸_۱۷۲/۱۷۳_۱۷۸_۱۹۸_۲۰۲_۲۰۷_۲۰۸_۲۲۸_۲۵۵_۲۷۶_۲۸۸ جلد۵ ص ۱۹۶، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۲۴، حلیۃ اولیاء جلد۶ ص ۳۳۹، جلد۷ ص ۱۹، مشکل الآثار جلد۱ ص ۱۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۳ ص ۲۷۳_۲۰۲، التاریخ الکبیر للبخاری جلد۲ ص ۳۶۱، الادب المفرد ص ۳۵۱، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد۱ ص ۲۵۵، جلد۸ ص ۴۶۱، ابن کثیر جلد۸ ص ۲۷۴، (الشعب) شرح السنۃ جلد۱۳ ص ۶۱_۶۷، تفسیر قرطبی جلد۱۰ ص ۳۷۲۔

"ولی بھی جنتی اور اُن سے محبت کرنے والے بھی جنتی۔

❀❀❀

❀❀

مُردوں اور زندوں میں فرق

جو شخص قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کو مانتا ہے وہ ہر فوت ہونے والے کو مُردہ نہیں کہہ سکتا۔ ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ نہیں کرتا یا منکر ہے۔ کیونکہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء وصال و شہادت کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۵۴)

''بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے''۔

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (آل عمران:۱۶۹)

''بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں''۔

مزید یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے جو ہماری راہ میں شہید ہو جائیں اُنہیں وَلَا تَقُوْلُوْا اور وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ یعنی نہ تو اُنہیں مُردہ کہنا ہے اور نہ ہی مُردہ گمان کرنا۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَآءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ [۱] ''انبیاء کرام (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں''۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى علیہ السلام لَيْلَةَ اُسْرِيَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ [۲] ''معراج کی شب جب میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی

[۱] مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۱۔ [۲] ابن کثیر جلد ۳ ص ۷، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۰۴، مسلم جلد ۲ ص ۳۶۸، جامع صغیر جلد ۲ ص ۱۵۴، خازن جلد ۳ ص ۱۳۷، دلائل النبوۃ جلد ۲ ص ۳۸۷، سیرۃ النبی جلد ۳ ص ۳۸۴، خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۶۸، ۱۵۶، درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۱، کنز العمال جلد ۱۲ ص ۵۰۵، ۳۹۶۔

قبر انور سے گذرا تو میں نے اُنہیں قبر میں نماز پڑھتے پایا''۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے اَجسام کو مٹی نہیں کھاتی:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ [۳] ''تمہارے بہترین دنوں میں افضل دن جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اس میں (حضرت) آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے اسی میں وفات دیے گئے اور اسی میں صور پھونکنا ہے اور اسی میں بے ہوشی ہے۔ لہٰذا اس دن میں مجھ پر دُرود (شریف) زیادہ پڑھو۔ کیونکہ تمہارے دُرود (شریف) مجھ پر پیش ہوں گے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا' آپ (ﷺ) تو رمیم ہو چکے ہوں گے (یعنی گلی ہڈی) آپ (ﷺ) نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے زمین پر انبیاء (کرام علیہم السلام) کے اَجسام حرام کر دیے ہیں''۔ (زمین اُن کے اَجسام ہرگز نہیں کھا سکتی)

اللہ عزوجل کے انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۲۰' مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۴۷' نسائی حدیث نمبر ۱۳۷۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۷۴' دارمی جلد ۱ ص ۴۴۵' مسند احمد جلد ۴ ص ۸' مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۰۸۔

الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ ؎ "جمعۃ المبارک کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ دُرود (شریف) پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی دُرود (شریف) نہیں بھیجتا مگر اُس کا دُرود (شریف) مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اُس سے فارغ ہو جائے۔ (راوی) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ (ﷺ) کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا! (ہاں) بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے زمین پر انبیاء (کرام علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے انبیاء (کرام علیہم السلام) زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں"۔ دُرود شریف پیش کرنے سے یہ مراد نہیں کہ دُرود شریف پہنچانے والا فرشتہ سارے دُرودوں کا تھیلا یک دم حضور ﷺ کے پاس پہنچاتا ہے بلکہ اگر کوئی سو بار دُرود شریف پڑھتا ہے تو یہ فرشتہ سو بار اُس کے اور گنبد خضریٰ کے درمیان چکر لگائے گا اور ہر ایک کا دُرود شریف علیحدہ علیحدہ پیش کرے گا۔ ؎

حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب العلاف نے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا' وہ خالد بن زید سے' وہ سعید بن ابی ہلال سے اور وہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا: وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ، اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ ؎

؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۳۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۱، مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۴۹، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۴۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۵۱۷۔ ؎ (مرقاۃ) مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۶)۔ ؎ جلاء الافہام ص ۵۶ (چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

"جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھا کرو' یہ یوم مشہود ہے' اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو بندہ مجھ پر دُرود (شریف) بھیجتا ہے اُس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے چاہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: کیا آپ (ﷺ) کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے۔"

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں یہ کہیں نہیں بیان کہ فوت شدہ سنتے نہیں ہیں اور اُن کو پکارنا شرک ہے۔ پکار وہی شرک ہوتی ہے جس پکار میں' جس کو پکارا جا رہا ہو' اُسے اِلٰہ ومعبود سمجھا جائے۔ مطلقاً پکارنا منع نہیں ہے۔ قرآنِ مجید میں جس بات کی ممانعت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے سوا کسی کو اللہ نہ مانا جائے اور نہ ہی اِلٰہ مان کر مدد طلب کی جائے۔ مطلقاً پکارنا یا مخلوق سمجھ کر پکارنا منع نہیں ہے۔ ممانعت جس بات کی ہے وہ یہ ہے کہ

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ..... (القصص:۸۸)

"اور نہ پکار دیا نہ پوجو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے ساتھ دوسرے اِلٰہ کو۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

مختلف تراجم ملاحظہ فرمائیں!

(۱) اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکارو اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
(ثناء اللہ امرتسری صاحب)

(۲) اور اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکارنا اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
(اشرف علی تھانوی صاحب)

(۳) اور اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریے کوئی معبود نہیں اُس کے سوا۔
(عبد الماجد دریابادی صاحب)

(۴) اور مت پکار ساتھ اللہ تعالیٰ کے معبود اور کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ۔

(شاہ رفیع الدین صاحب)

(۵) اور اللہ کے سوا کسی دوسرے خدا کو مت پکار اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ (سب اُس کے بندے اور غلام ہیں) (وحید الزماں صاحب)

(۶) اور نہ کبھی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارو کیونکہ اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ (ڈاکٹر محمد عثمان صاحب)

(۷) اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اللہ نہ بنالو اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(حکیم مقبول احمد شیعہ)

(۸) اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

(۹) اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو آپ نہ پکاریں کیونکہ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ (تفسیر مظہری مترجم)

(۱۰) اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں کوئی معبود بجز اُس کے۔

(ضیاء القرآن جلد ۳ ص ۵۱۲)

(۱۱) اور خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکارنا اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (فتح محمد جالندھری صاحب)

(۱۲) اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب)

(۱۳) اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے ساتھ دوسرے معبود (باطل) کی پرستش نہ کرو اس کے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں ہے۔ (پیر محمد یوسف علی نگینہ صاحب)

(14) And cry not unto any other god along with Allah; there is no god save him.

(پکتھال)

(15) And do not call any other gods together with Allah; there is no god but Him.

(ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی، قادری، نوشاہی)

(16) And call not besides another; there is not god but He. (عبد اللہ یوسف علی)

(17) And do not worship any other god along with Allah; there is no god save Him.

(منیر احمد یوسفی)

علاوہ از تفسیر ابن عباس ص ۲۳۵، تفسیر جلالین جلد ۳ ص ۲۱۵، تفسیر ابن جریر جز ۲۰ ص ۱۲۷ میں بھی ہے ولا تعبدوا من دون الله احد ''اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔''

مذکورہ بالا تمام مترجمین نے قرآنِ مجید کی آیتِ مبارک کا جو ترجمہ کیا ہے اُس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فرمان کا معنی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کے ساتھ کسی دوسرے اِلٰہ کو مت پکارو یا مت پوجو۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ ''کسی دوسرے کو مت پکارو'' بلکہ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ کسی کو اِلٰہ سمجھ کر نہ پکارو۔

پکار مختلف قسم کی ہے مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کا مخلوق کو پکارنا، مخلوق کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارنا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا اُمتوں کو پکارنا، اُمتوں کا انبیاء کرام علیہم السلام کو پکارنا۔ مخلوق کا مخلوق کو پکارنا، حاضر کا حاضر کو پکارنا، اِن پکاروں میں کسی عقلمند کو اختلاف نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اگر اختلاف پیدا کیا ہے تو اِس میں کہ حاضر غائب کو نہیں پکار سکتا اور زندہ فوت شدہ کو نہیں پکار سکتا۔ اگر پکارے گا تو شرک وبدعت ہوگا۔ یہ اختلاف قرآن پاک اور حدیث پاک پر نظر کی کمی سے پیدا ہوا ہے۔ غائب کو پکارنا اگر شرک وبدعت ہوتا تو حضرت فاروق اعظم ﷜ حضرت ساریہ ﷜ کو نہ پکارتے

جو ایران میں نہاوند کے علاقہ میں مصروف جہاد تھے جیسا کہ مشکوٰۃ باب الکرامات ص ۵۴۶ بحوالہ بیہقی فی دلائل النبوۃ اور تاریخ الخلفاء ص ۸۵ وغیرہ میں ہے۔ (یا سَارِیَةَ الْجَبَل)

سرکارِ کائنات ﷺ کو پکارنا:

سرکارِ کائنات ﷺ کو وصال کے بعد حرفِ ندا ''یا'' کے ساتھ امداد کے لئے پکارنا بروایت سند صحیح ثابت ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا:- يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی اُمت کے لئے پانی مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہوتی جارہی ہے''۔ فَاَتَى الرَّجُلُ فِى الْمَنَامِ [۷] تو ایک مرد اُن (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) کی خواب میں آئے۔ اَلْاِسْتِيْعَابُ جلد ۲ ص ۴۶۴ (بیروت) میں ہے۔ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ فِى الْمَنَامِ (خواب میں نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا: اِئْتِ عُمَرَ فَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَسْقِىَ لِلنَّاسِ فَاِنَّهُمْ سَيُسْقَوْنَ وَقُلْ لَهٗ عَلَيْكَ الْكَيْسُ فَاَتَى الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَهٗ قَالَ فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ يَا رَبِّ مَا آلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ [۸]

''(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دُعا کریں۔ انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہو احتیاط کا دامن مضبوطی

---

[۷] فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۶۳۰ باب سُؤال النّاس الامام الاستسقا اذا قحطوا (چھاپ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)۔ [۸] مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۳۲، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۴۔

سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) رو دیئے۔ عرض کیا یا اللہ (جل جلالک) میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا۔''

اسی طرح مصیبت اور تکلیف کے وقت پکارنے کے بارے میں ''الادب المفرد'' ص ۱۴۲ عربی چھاپ بیروت سطر نمبر ۱۴ از زیرِ عنوان ''بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهٗ'' لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک آدمی نے انہیں کہا کسی ایسے انسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو انہوں نے پکارا ''يَا مُحَمَّدُ'' (صلی اللہ علیک وسلم) (اور اُن کی تکلیف دُور ہو گئی) لیکن کتنا عجیب و غریب مسئلہ ہے کہ ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیک وسلم کہنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو يَا مُحَمَّد صلی اللہ علیک وسلم کہنے سننے پر بھی تکلیف ہوتی ہے۔

وصال کے بعد قبرِ انور پر حاضری اور گناہوں کی بخشش کے لئے پکار اور دُعا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ [۹]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم آپ (ﷺ) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے معافی چاہیں اور رسولِ کریم رؤف و رحیم (ﷺ) اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے''۔

دیوبندی مکتبِ فکر کے مفسر مفتی محمد شفیع صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: ''آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپؐ کی دنیوی حیات کے زمانہ

---

[۹] النساء: ۶۴۔

میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے"۔ ۱۰ (من وعن)

تفسیر قرطبی (لاحکام القرآن) میں ہے: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا اَعْرَابِیٌّ بَعْدَ مَادَفَنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ عَلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحَثَا عَلٰى رَاْسِهٖ مِنْ تُرَابِهٖ فَقَالَ: قُلْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللّٰهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ وَكَانَ فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ) الْاٰيَة وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَجِئْتُكَ / تَسْتَغْفِرُ لِيْ فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ اَنَّهٗ قَدْ غُفِرَلَكَ ۱۱

"(امیر المومنین حضرت سیدنا) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے فرمایا: جب ہم نے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کو دفنایا تو ہمارے دفنانے کے تین روز بعد ایک اعرابی آپ (ﷺ) پاس آیا اور (فرط رنج وغم سے) قبر انور کے پاس آکر گر گیا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کرنے لگا اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) جو آپ (ﷺ) نے فرمایا ہم نے سنا جو آپ ﷺ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ (ﷺ) سے سیکھا اور اسی میں یہ آیت مبارک بھی تھی: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے اب میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، اے سراپا شفقت ورحمت! میری مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ (اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ) اس کے جواب میں قبر انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَكَ "تجھے بخش دیا گیا ہے"۔ ۱۲

۱۰ تفسیر معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۵۹ چھاپہ ادارہ المعارف کراچی نمبر ۱۶۔ ۱۱ قرطبی جلد ۳ جز ۵ ص ۱۷۲۔ بحر المحیط جلد ۳ ص ۲۹۶۔ تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۲۶۲۔ ۱۲ تفسیر معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۶۰، ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۵۹، تفسیر نعیمی جلد ۵ ص ۳۲۲، تفسیر خزائن العرفان زیر آیت۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا مردوں کو پکارنا:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ (الروم: ۲۵)

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک پکارے گا جبھی تم (زندہ ہو کر قبروں سے) نکل پڑو گے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردوں کو پکارنا:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا؟ فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کیا: یقین تو ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔ فرمایا: تو چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ۱۳ "پھر انہیں پکاریں وہ آپ کے پاس چلے آئیں گے، پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) غالب حکمت والا ہے"۔

ذبح شدہ، قیمہ شدہ پرندوں کو اللہ جل شانہٗ کے نبی علیہ السلام نے پکارا بلکہ حکم خداوندی سے پکارا۔ اگر وصال شدہ ہستیوں اور بزرگوں کو پکارنا شرک ہوتا تو ان قیمہ شدہ پرندوں کو پکارنا بھی شرک ہوتا۔ کیا اللہ ربّ العزت شرک کی دعوت دے سکتا ہے؟ کیا وہ نبی جو شرک کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کے لئے مبعوث ہوئے وہ شرکیہ فعل کر سکتے ہیں؟ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

یاد رکھیں! اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم جس بات کی ممانعت فرماتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے ساتھ کسی کو "اِلٰـہ" "معبود" عبادت کے

۱۳ البقرہ: ۲۶۰۔

لائق سمجھ کر نہ پکارا جائے۔

خلاصہ کلام یہ ہے:

(۱) فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ [۱۴]

''تو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا''۔

(۲) اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ [۱۵]

''کیا بعل (بت) کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا فرمانے والے (اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کو''۔

(۳) وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ ..... [۱۶]

''اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو پوجے (پکارے) جس کی اُس کے پاس کوئی سند نہیں تو اُس کا حساب اُس کے رب کے یہاں ہے''۔

قرآنِ مجید میں جس بات کی ممانعت ہے وہ یہ ہے کہ نہ تو الٰہ مانا جائے اور نہ ہی الٰہ مان کر مدد طلب کی جائے مطلقاً پکارنا یا مخلوق سمجھ کر پکارنا منع نہیں۔



[۱۴] الشعراء: ۲۱۳۔ [۱۵] والصّٰفّٰت: ۱۲۵۔ [۱۶] المؤمنون: ۱۱۷۔

من گھڑت ترجمہ

داتا کون؟ کے مصنف نے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر اُن آیاتِ مبارکہ کا اطلاق کیا ہے جو لکڑی اور پتھر کے بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھا ہے:

تصویر ملاحظہ فرمائیں!

اللہ کے سوا جن کو لوگ پکارتے ہیں وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے!

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

(پ ۱۷ سورۂ حج رکوع ۱۰)

اے لوگو! ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے اس کو کان لگا کر سنو اس میں کوئی شک نہیں کہ جن کو تم لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ ایک مکھی کو تو پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر سبھی سب بھی جمع ہو جائیں اور اُن سے کوئی مکھی کچھ لے جاوے تو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ ایسا مانگنے والا بھی کمزور ہے اور جن سے مانگا گیا وہ بھی کمزور ہے۔

یہ آیتِ مبارک انبیا کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے خلاف نازل نہیں ہوئی بلکہ جھوٹے معبودوں کے خلاف نازل ہوئی لیکن ''داتا کون؟'' کے مصنف نے اس آیتِ مبارک کو بھی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ

تعالیٰ کے خلاف لکھا ہے۔

جبکہ مفسرین کرام نے محولہ بالا آیتِ مبارک کی تشریح میں لکھا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد معبودانِ باطل یعنی لکڑی اور پتھر کے بُت ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے اذن سے پرندے بنا سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں قرآن مجید میں بیان ہے:

تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

اس آیتِ مبارک میں اُن کی کمزوری بیان ہو رہی ہے جن کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ نیز اُن کے پجاریوں کی کم عقلی بیان ہو رہی ہے جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں اُن کی ایک مثال نہایت عمدہ اور بالکل مطابق واقعہ بیان ہو رہی ہے ذرا توجہ سے پڑھو کہ

اَیْ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِیْعُ مَّا تَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ عَلٰی اَنْ یَقْدِرُوْا عَلٰی خَلْقِ ذُبَابٍ وَاحِدٍ وَمَا قَدَرُوْا عَلٰی ذٰلِکَ [1]

''اُن کے تمام بت اور جنہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر پوج رہے ہیں اگر یہ جمع ہو جائیں اور ایک مکھی بنانا چاہیں تو سارے عاجز آ جائیں گے اور ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔''

عَنْ عِکْرِمَةَ رضی اللہ عنہ قَوْلُهٗ (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اِلٰی قَوْلِهٖ (لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ) قَالَ: الْاَصْنَامُ [2]

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''بے شک جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو سے لے کر۔۔۔۔۔ وہ مکھی سے چھڑا نہیں سکتے تک سے مراد ''بت ہیں''

[1] ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۰۴۔ [2] در منثور جلد ۶ ص ۷۵۔

تفسیر مدارک میں ہے:

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد آلِهَة بَاطِلَةٌ [3] یعنی ''معبودانِ باطل'' ہیں۔

تفسیر طبری میں ہے:

(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا) اِنَّ جَمِیْعَ مَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْاٰلِهَةِ وَالْاَصْنَامِ لَوْ جُمِعَتْ لَمْ یَخْلُقُوْا ذُبَابًا. ''کہ یہ تمام جھوٹے معبود اکٹھے ہو جائیں تو مکھی نہیں بنا سکتے۔'' وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ یَقُوْلُ وَاِنْ یَّسْلُبِ الْاٰلِهَةَ وَالْاَوْثَانَ الذُّبَابُ شَیْئًا مِمَّا عَلَیْهَا مِنْ طِیْبٍ وَمَا اَشْبَهَهٗ مِنْ شَیْءٍ لَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ [4]

''اور اگر ان معبودانِ باطل اور بتوں سے مکھی کوئی چیز چھین کے لے جائے تو اُس سے چھڑا نہیں سکتے۔''

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَهَا اَیُّهَا الْکُفَّارُ اٰلِهَةٌ کَائِنَةٌ [5]

اے کافرو جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور اُن کو معبود کہہ کر پکارتے ہو

تفسیر در منثور میں ہے:

نَزَلَتْ فِیْ صَنَمٍ [6]

یہ آیتِ مبارکہ بتوں کے بارے میں نازل ہوئی لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا یَعْنِیْ اَلصَّنَمُ لَا یَخْلُقُ ذُبَابًا [7] ''یعنی بت مکھی نہیں بنا سکتے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ضَعُفَ الطَّالِبُ [8] سے مراد اٰلِهَتُکُمْ ''تمہارے معبود ہیں''۔

[3] تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۱۲۵۔ [4] تفسیر طبری جلد ۹ ص ۱۸۹۔ [5] مظہری جلد ۶ ص ۳۲۹۔
[6] در منثور جلد ۶ ص ۷۵۔ [7] ایضاً۔ [8] در منثور ایضاً۔

(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○)

اَلطَّالِبُ عَابِدُ الصَّنَمِ وَالْمَطْلُوْبُ الصَّنَمِ ۹

''طالب سے مراد بت کی پوجا کرنے والا اور مطلوب سے مراد بت''۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

اِنْ کَانَتْ نَازِلَةً فِی الْاَصْنَامِ ۱۰ ''یہ آیتِ مبارک بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے''

تفسیر مظہری میں ہے:

کَانُوْا یَطْلُوْنَ الْاَصْنَامَ بِالزَّعْفَرَانِ وَیَضَعُوْنَ بَیْنَ یَدَیْهَا الطَّعَامُ وَکَانَتِ الذُّبَابُ تَقَعُ عَلَیْهِ وَتَسْلُبُ مِنْهُ فَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنْ یَّسْلُبَ الذُّبَابُ شَیْئًا مِّنْهُمْ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اِسْتِنْقَاذِهٖ وَلَا یَقْوُوْنَ عَلٰی مُقَاوَمَتِهٖ فَضْلًا مِّنْ اَنْ یَّخْلُقُوْهُ ۱۱

''مشرکین بتوں پر زعفران کا لیپ کرتے تھے اور اُن کے سامنے کھانا رکھتے تھے مکھیاں کھانے پر گرتی تھیں اور اُس میں سے کچھ لے اُڑتی تھیں مگر بت اُن سے چھین نہ سکتے تھے''۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

اَلْمُرَادُ الْاَوْثَانُ الَّذِیْنَ عَبَدُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۱۲

''اِس آیتِ مبارک میں اَلَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں جنہیں لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے تھے''۔

۹ فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۸۵، مظہری جلد ۶ ص ۳۳۹، قرطبی جلد ۶ ج ۱۲ ص ۶۵، ابو سعود جلد ۴ ص ۳۹۸۔ ۱۰ روح المعانی جلد ۷ ج ۹ ص ۱۹۲۔ ۱۱ روح المعانی جلد ۷ ج ۹ ص ۱۹۲، مظہری جلد ۶ ص ۳۳۸، قرطبی جلد ۶ ج ۲ ص ۶۵۔ ۱۲ قرطبی جلد ۶ ج ۱۲ ص ۶۵۔

یا محمد ﷺ

مُحَمَّدٌ	مَحْمُوْدٌ	فَاتِحٌ	رَشِیْدٌ	نَذِیْرٌ	اَحْمَدُ	قَاسِمٌ
شَاهِدٌ	مَشْهُوْدٌ	دَاعٍ	حَامِدٌ	عَاقِبٌ	حَاشِرٌ	بَشِیْرٌ
شَافٍ	هَادٍ	مَهْدِیٌّ	مَاحٍ	مُنْجٍ	نَاهٍ	رَسُوْلٌ
نَبِیٌّ	اُمِّیٌّ	تِهَامِیٌّ	هَاشِمِیٌّ	اَبْطَحِیٌّ	عَزِیْزٌ	حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ
رَءُوْفٌ	رَحِیْمٌ	طٰهٰ	مُجْتَبٰی	طٰسٓ	مُرْتَضٰی	حٰمٓ
مُصْطَفٰی	یٰسٓ	اَوْلٰی	مُزَّمِّلٌ	وَلِیٌّ	مُدَّثِّرٌ	مَتِیْنٌ
مُصَدِّقٌ	طَیِّبٌ	نَاصِرٌ	مَنْصُوْرٌ	مِصْبَاحٌ	اٰمِرٌ	حِجَازِیٌّ
نِزَارِیٌّ	قُرَشِیٌّ	مُضَرِیٌّ	نَبِیُّ التَّوْبَةِ	حَافِظٌ	کَامِلٌ	صَادِقٌ
اَمِیْنٌ	عَبْدُ اللّٰهِ	کَلِیْمُ اللّٰهِ	حَبِیْبُ اللّٰهِ	نَجِیُّ اللّٰهِ	صَفِیُّ اللّٰهِ	خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ
حَسِیْبٌ	مُجِیْبٌ	شَکُوْرٌ	مُقْتَصِدٌ	رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ	قَوِیٌّ	حَفِیٌّ
مَاْمُوْنٌ	مَعْلُوْمٌ	حَقٌّ	مُبِیْنٌ	اٰخِرٌ	یَتِیْمٌ	ظَاهِرٌ
کَرِیْمٌ	بَاطِنٌ	حَکِیْمٌ	نَبِیُّ الرَّحْمَةِ	خَاتَمُ الرُّسُلِ	سَیِّدٌ	سِرَاجٌ
مُنِیْرٌ	مُحَرَّمٌ	مُکَرَّمٌ	مُبَشِّرٌ	مُذَکِّرٌ	مُطَهَّرٌ	قَرِیْبٌ
خَلِیْلٌ	مَدْعُوٌّ	جَوَّادٌ	خَاتَمٌ	عَادِلٌ	شَهِیْرٌ	شَهِیْدٌ
رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ	صَاحِبٌ	مَکِّیٌّ				



خوش حالی کے لیے مجرب نسخہ



امیری، غریبی، مالی تنگ دستی اور خوش حالی کا نظام رب کائنات کی مشیت پر ہے۔ مالی تنگ دستی نمازی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیز گار لوگ بھی معاشی تنگی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان مرد وعورت کو معاشی تنگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نعمت کے ساتھ ہمکنار فرمائے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے ذلت والی محتاجیوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے غربت اور معاشی تنگی کی شکایت کی تو رسول کریم ﷺ نے اُسے فرمایا:

۱۔ ''جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔

۲۔ ''پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، کہو اور

۳۔ ''ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پڑھو۔''

اس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اس نے اپنا معمول بنالیا جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا دایاں قدم اندر رکھتے ہی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق عمل کرتا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر دولت کی ریل پیل کر دی یہاں تک کہ وہ اپنے ہمسایوں اور قرابت داروں کو دینے لگا۔[1]

---

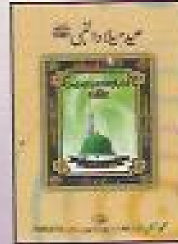
[1] تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۲۵۰، تفسیر کبیر جلد ۱۶ جز ۳۲ ص ۱۳۷، کشف الاسرار جلد ۱۰ ص ۶۶۱ جلا الافہام عربی ص ۲۵۵ چھاپ بیروت، الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام ترجمہ جلا الافہام ص ۲۵۶

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

منیر احمد یوسفی (ایم اے)

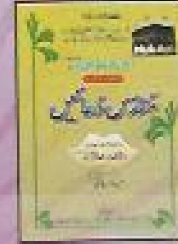
کی تالیفات

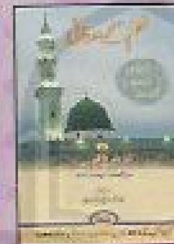


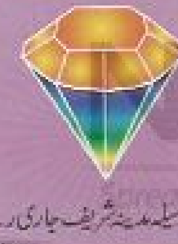








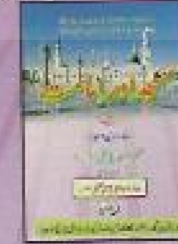






فیض نگینہ بوسیلہ مدینہ شریف جاری رہے گا













ملنے کا پتہ

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک پی III، گجر پورہ، چائنہ سکیم، لاہور، پاکستان

6846677,0300-4274936, 0322-4730747

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

عطائے نگینہ پرنٹرز: 0300-4156297